تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

نومبر 2022ء

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ
حصول علم کے لیے سفر بغداد



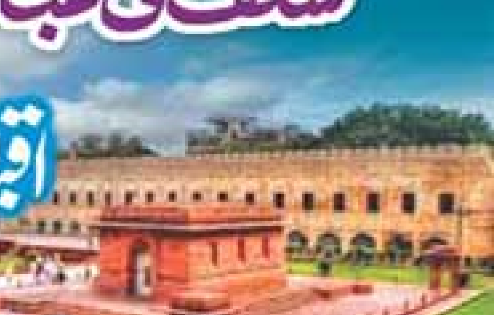
مشکل حالات میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا طرز عمل
(اداریہ)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

علماء سلف کی عبادتیں

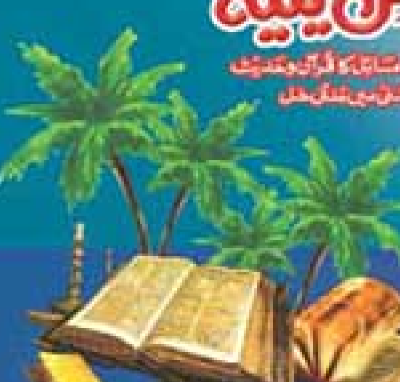
کشف المعانی
مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

اقبال اور فلسفہ زندگی



جو ہو ذوقِ یقیں پیدا

مسائل دینیہ



محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

نعت شریف

وہ کرم جلد ہی فرمائیں گے انشاء اللہ
ان کے دربار میں ہم جائیں گے انشاء اللہ
بار غم دل سے اتر جائے گا سارا یک دم
بار دربار میں جب پائیں گے انشاء اللہ
ان سے جو مانگا ہے پایا ہے ہمیشہ ہم نے
اب بھی جو مانگیں گے پائیں گے انشاء اللہ
ہوں گے شاداب دل و جان و ضمیر و باطن
ایسی برسات وہ برسائیں گے انشاء اللہ
آہ یہ مصلحت اندیشی عقل و دانش
چھوڑ گھر میں ہی اسے جائیں گے انشاء اللہ
دل کہ اک غار ہے ظن و تخمیں کا
عشق سے اس کو وہ چمکائیں گے انشاء اللہ
غلبہ ملت اسلام کی خوش خبری سے
شاد ہم کو بھی وہ فرمائیں گے انشاء اللہ
پھر ڈرائیں گے نہ اسلام کے دشمن ہم کو
بلکہ خود ہم سے بھی گھبرائیں گے انشاء اللہ
ہاں یہ وعدہ تو وہ فرما ہی چکے آسیؔ سے
حشر میں کام ضرور آئیں گے انشاء اللہ

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسیؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-٦٢

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

مشکل حالات میں حضور غوثِ پاک علیہ الرحمہ کا طرزِ عمل

گزشتہ چند سالوں سے وطنِ عزیز کے معاشی اور سیاسی حالات خاصے پریشان کن ہیں۔ معیشت ہے کہ سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی اور جنہیں سنبھالنا تھی، وہ خود ہی نہیں سنبھل رہے۔ الزام تراشی، گالی گلوچ اور مقدمہ بازی کے اس ماحول میں سیاست بدنام اور جمہوریت داغدار ہو چکی ہے۔ وطن کی سلامتی داؤ پر لگ چکی۔ انتہائی معذرت کے ساتھ، آج ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ پاکستان کا کوئی ادارہ بھی اپنی ذمّہ داریاں درست طور پر نہیں نبھا رہا۔ اور سیاسی قائدین تو ذاتی مفادات کے حصول کے سوا کچھ بھی کرنے یا سوچنے پر تیار نہیں۔ ایسے میں اصلاحِ احوال کی امیدیں دم توڑ رہی ہیں۔ اے کاش سب اپنی ذمّہ داریاں پہچانیں۔ عدلیہ، انتظامیہ، فوج سب کو اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا تاکہ یہ وطن جو ہمارے لیے رسولِ مکرّم، نبیِ معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تحفہ ہے، اس پر کوئی آنچ نہ آسکے۔ ملکی سلامتی کے ضامن تمام ادارے سیاست میں در آنے والے گند کو صاف کرنے کے لیے 'جھاڑو پھیریں'، تبھی سیاست کا گند صاف ہوسکتا ہے۔ اور سیاستدان باہمی مخاصمت چھوڑ کر اپنی اصل ذمہ داریاں سنبھالیں گے تو پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس ساری صورتحال کا روحانی علاج بھی ضروری ہے۔ یہ علاج اسلامی تاریخ کے ہر دور میں ہر معتبر مذہبی و روحانی شخصیت کے وظائف کا حصہ رہا ہے۔ تاہم یہاں حضور سیدنا غوثِ پاک الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بیان کیا جاتا ہے، تبلیغی جماعت کے ایک نامور رہنما مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی کی کتاب 'غوث اعظم' کے صفحہ ۳۳ سے۔ (عموماً اس لفظ کو حضور غوث پاک کے لیے استعمال کرنے سے فضائے نجد قہر آلود اور طبعِ نجد زہر آلود ہو جاتی ہے، اس پس منظر میں کتنی بہادری ہے محمد احتشام الحسن صاحب کی جنھوں نے کتاب کا نام 'غوث اعظم' رکھا اور اس پر علیہ الرحمہ لکھ کر رجسٹری کر دی کہ اس سے مراد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی ہیں)

ابوالفرح ابن جبار علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ میرے شیخ محمد بزاز قطیعی نے بیان کیا ہے جب شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ پر کوئی

صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے:

اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ...... عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

(یعنی میری فریاد سنئے یارسول اللہ......علیک الصلوٰۃ والسلام)

اے کاش! پاکستان کے علمائے حق ایک دن مقرر کر کے عوام الناس سے اپیل کریں کہ سب اس دن ایسا اہتمام کریں۔دو نفل پڑھ کر اللہ کریم جل مجدہٗ کے حضور درستیِ احوال کے لیے گڑگڑائیں۔اور پھر اجتماعی طور پر گنبدِ خضراء کی طرف متوجہ ہو کر محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں استغاثہ کریں۔انشاء اللہ العزیز اس عمل کے ثمرات ضرور مشاہدہ کیے جائیں گے،خدا اور رسول (جل وعلا فصلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) دستگیری فرمائیں گے اور وطنِ عزیز کی کشتی مشکلات کے بھنور سے نکل کر ساحل آشنا ہو گی۔اس لیے کہ:

فریادِ امّتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر ﷺ کو خبر نہ ہو

حضور خواجہ بغداد رضی اللہ عنہٗ

اسے کہیے جلوۂ مصطفےٰ ، جو جمالِ طلعتِ غوث ہے وہ ظہورِ خُلقِ عظیم ہے ، جو کمالِ سیرتِ غوث ہے

میں نثار ایسے کریم پر جو بدل کے رکھ دے دل و نظر کرے رہزنوں کو جو راہبر وہ نگاہِ رحمتِ غوث ہے

انہیں جب پکارا وہ آ گئے غم و درد سارے مٹا گئے کسی بے نوا سے یہ پوچھئے ارے کیا حمایتِ غوث ہے

لٹیں راج والوں کی دولتیں ، مٹیں تاج والوں کی شوکتیں جو نہ بجھ سکے نہ بجھ سکا وہ چراغِ عظمتِ غوث ہے

بنے جو غلام وہ قادری جو ہے قادری وہ ہے حیدری یہ ہیں دونوں فیض کے راستے وہ نسب وہ نسبتِ غوث ہے

ملے جس سے دین کو زندگی وہ نظر ہے غوثِ کریم کی اسے دین سے کہاں واسطہ جو عدوئے حضرتِ غوث ہے

یہ ہے آسیؔ شیخ کا سب کرم دل و جان کا جو رہا بھرم میری جاں فدا ہے حضور پر، میرے دل میں الفتِ غوث ہے

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسیؔ

ذکر الٰہی

جناب پروفیسر محمد جاوید اقبال چٹھہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنّ الْقُلُوْب......(الرعد:۲۸)

یاد رکھو اللہ کے ذکر کرنے سے ہی دلوں کو راحت ملتی ہے۔

اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَ نْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ......(الحدید:۱۶)

کیا ایمان والوں پر یہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں دہل جائیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ......(المنافقون:۹)

اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ اس کی خوب عبادت کریں۔ ذکر ایسی عبادت ہے جو ہر گھڑی ہر ساعت ہر آن ہوسکتی ہے۔ چلتے پھرتے کام کرتے زبان ذکر الٰہی میں تر رہے۔ دنیا فانی ہے اللہ کا ذکر جتنا کریں گے وہ باقی ہے۔ ''دنیا کی حیثیت، آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر نکالے تو دیکھے سمندر کے پانی کے مقابلے میں اس کی انگلی میں کتنا پانی آیا ہے''۔ (صحیح مسلم، الدنیا، باب فنا) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے سے ہوا تو اسے دیکھ کر فرمایا ''اللہ کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے، جتنا یہ مردہ، اپنے مالکوں کے نزدیک اس وقت حقیر تھا جب انہوں نے اسے پھینکا''......(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق)

اندازہ کرلیں جس دنیا میں دن رات پڑے ہوئے ہیں اس کی حیثیت کیا ہے۔ اللہ کی نافرمانیاں ہورہی ہیں۔ دن دھاڑے رمضان میں کھاپی رہے ہیں۔ زبان پر دنیا کی باتیں جاری ہیں۔ خوش نصیب کہ جنہوں نے رمضان المبارک پایا اور ذکر الٰہی کو اپنی دولت بنایا۔ یہ ذکر تو عام دنوں میں تسلسل سے کرنا چاہیے تاکہ دل میل کچیل سے صاف ہو۔ گناہوں سے نفرت ہو۔ دل میں ذکر الٰہی سے نور پیدا ہو کہ قلب سلیم کی دولت میسر آجائے، ذکر کا مقصد قلب سلیم اور عقل صحیح بنانا ہے، ذکر کا مقصد دل کو زنگ آلود ہونے سے بچانا ہے۔ ذکر سے خود کو سنوارنا ہے طبیعت میں خشوع وخضوع پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی اور تندرستی دی ہے اس سے فائدہ اٹھا کر سوتے جاگتے، بستروں پر جاتے ذکر الٰہی کو اپنا سرمایہ حیات بنائیں تاکہ دین ودنیا کی خوبیاں نصیب ہوں۔

آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ومدثر ویٰسین، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ سبحانہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یَدْخُلُھُمُ اللّٰہُ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی......اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل کردیتا ہے۔ (ابن حبان)

اندازہ کریں خواہ نرم بستروں پر رہیں ذکر کریں تو ذکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات عطا فرمادیتا ہے دنیاوی عہدے تلاش کرتے ہیں تو آخرت کے درجات کی تو اشد ضرورت ہے جو ذکر سے ملتے ہیں۔

حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے۔ مفرد لوگ بازی لے گئے صحابہ نے عرض کیا مفرد لوگ کون ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں ہیں۔ (مسلم شریف)

خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرے اور میرے ذکر کے ساتھ اس کے دونوں ہونٹ حرکت کریں۔ (سنن ابن ماجہ 3792)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک ان میں سے صرف ذاکرین کے لئے ہے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدسہ ہے جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق ورنج نہ ہوگا لیکن ایسی گھڑی جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزاری ہوگی۔

تصوف میں ذکر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ذکر کی اہمیت آج نہیں جان رہے تو کل کو جب آنکھ کھلے گی تو ذکر کی اہمیت معلوم ہوجائے گی۔

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ...... (البقرۃ:۱۵۲)

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا میرا شکر کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

ذکر کا مطلب ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کر اس کی تسبیح تہلیل اور تکبیر بلند کرو، شکر کا مطلب اس کے احسانات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہوئے شکر بجالائیں۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحت، ایمان سے نوازا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین ہے اور تکلیف میں صبر ہے۔حدیث میں ہے مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اسے خوشی ہوئی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تکلیف آئے تو صبر کرتا ہے۔دونوں حالتیں ہی اس کے لئے خیر ہیں۔(صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق ۲۹۹۹)۔محرمات و معاصی سے باز رہنا بھی صبر ہے احکام الٰہی کے بجالانے میں مشقتیں اور تکلیفوں کو برداشت کرنا، صبر ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جدائی کے وقت جو آخری گفتگو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی میں نے دریافت کیا سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیری موت اس حال میں آئے اللہ کے ذکر سے، رطب اللسان ہو۔

ترمذی کی حدیث ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہترین چیز ہے تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاک اور درجوں کو بلند کرنے والی ہے، سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور دشمنوں کی گردنیں اڑاؤ وہ تمہاری گردنیں اڑائیں (جہاد) اس سے بھی بڑھ کر ہے۔صحابہ نے عرض کیا ضرور بتائیں، قال ذکر الله، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔(ترمذی، ابن ماجہ) یہ اس لئے فرمایا کہ ذکر سے دلوں کی میل کچیل صاف ہوتی ہے، ذکر سے مراد قلبی ذکر، دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ رہے۔کسی نیک، صالح، اہل ذکر کی صحبت نصیب ہو اور ذکر قلبی نصیب ہو تو مقصد قلب سلیم وقلب منیب بنانا ہے۔نفس کو نفس مطمئنہ بنانا ہے۔اللہ تعالیٰ کی یاد کا ایسا غلبہ چھا جائے کہ ہر شے بھول جائے صرف اللہ کا ذکر یاد رہے کسی کاروبار میں مصروف ہوں تو یاد الٰہی سے غفلت نہ ہو۔

حضرت ابوعبداللہ بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْقُلُوْبَ مَسَاكِنَ الذِّكْر ---اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ذکر کا مقام بنایا ہے۔(کشف المحجوب)

مشائخ فرماتے ہیں ذکر ولایت کا منشور ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بندے کو ولایت کی سند ہے۔جس طرح دنیاوی بادشاہوں کی طرف سے سندات دی جاتی ہیں۔(انوار القدسیہ، امام عبدالوہاب شعرانی) اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو منور کرتا ہے۔

میں نے اپنے سردار علی المرصفی سے سنا وہ فرماتے ہیں مشائخ عاجز آ گئے ہیں انہوں نے مرید کے دل کو جلا بخشنے (روشن کرنے) کے لئے اللہ تعالیٰ کے دائمی ذکر سے بڑھ کر کوئی دوا نہ پائی۔(ایضاً مترجم، ۶۸)

ہمارے دل دنیا کی محبت سے بیمار ہیں ان کی شفاء ذکر الٰہی میں ہے "ذکر کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو زنگ آلود تانبے کو ریت کے ذریعے صاف کرتا ہے۔ذکر کے علاوہ عبادات کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو تانبے کو صابن کے ساتھ صاف کرتا ہے اگر چہ اس کا مقصد صابن سے برتن چمکانا ہے۔لیکن وہ طویل زمانہ کا محتاج ہوتا ہے۔یعنی دوسری عبادات کے ساتھ ذکر اللہ لازمی کیا جائے۔دل صاف ہو جائے۔وہ وقت آئے اللہ تعالیٰ کو دل پسند آجائے۔تکبر، خود پسندی، حسد، کینہ، ان بری عادات سے دل صاف ہو جائے۔(آمین)

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد (اقبال)

قوموں کی آزادی کا دارومداران کے جذبۂ قربانی پر ہوتا ہے جو قوم سر کٹانے اور جان کی بازی لگانے سے دریغ نہیں کرتی آخر آزادی سے ہمکنار ہو ہی جاتی ہے اور جب تک اس جذبے سے سرشار رہتی ہے غلامی کی ذلت سے محفوظ رہتی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی کوئی قوت، کوئی فوج اور کوئی ساز وسامان اس جذبۂ قربانی کا بدل نہیں، بالخصوص وہ قوم جس کا جذبۂ آزادی ایمان ویقین کی پیداوار ہو اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق سے لیس ہو کر کفر وشرک کی تمام ظلمات کا مقابلہ کرنے پر تل جائے کسی لشکر باطل سے شکست نہیں کھا سکتی۔ بالیقین جو لوگ دینوی سامان کے بجائے خالقِ یکتا کے توکل پر میدان میں اترتے ہیں ان کے لئے خدا ہی کافی ہے۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہ. انہی لوگوں سے قرآن نے وعدہ فرمایا ہے:

وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ...... (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو اگر تم سچے مسلمان ہو تو تم ہی غالب ہو کر رہو گے...... (تیسیر البیان)

یہی جذبۂ ایمان انسان کی سب سے بڑی قوت ہے کیونکہ اس کا سرچشمہ دنیائے فانی کی ناپائیدار شوکت وسطوت نہیں بلکہ رب لایزال کی محبت ورحمت ہے اقبال فرماتے ہیں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اسی بند کا پہلا شعر یوں ہے

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اس ذوق یقیں کی واحد امین ملت اسلامیہ ہے جس کی ساری تاریخ اسی (ذوق یقیں) کے مظاہر سے مالا مال ہے

یہ ذوق یقیں ہی تو تھا جس نے میدان بدر میں نہتے مسلمانوں کو تین گنا مسلح لشکر کے مقابل لا کھڑا کیا اور اس کے کثیر التعداد سپہ سالاروں کو موت کے گھاٹ اتار کر باقی فوج کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہ ذوق یقین ہی تو تھا جس نے خلافت راشدہ کے سنہری دور میں قیصر وکسریٰ کی وسیع سلطنتوں کو صحرانشینوں کے اونٹوں سے پامال کرایا تھا اور چند سال میں دنیا کی فکری وسیاسی کایا پلٹ کے رکھ دی تھی یہ ذوق یقین ہی تو تھا جس نے کربلا کے دشت بے آب وگیاہ میں راکب دوش رسول اور نور دیدہ بتول (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو شوق شہادت سے مخمور کر کے اسلام کی حقیقت اور آبرو بچانے پر مامور کر دیا تھا۔ یہ ذوق یقین ہی تو تھا جس نے طارق بن زیاد کو اسپین کے ساحل پر کشتیاں جلانے کا حکم دیا تھا اور محمد بن قاسم کو چند خواتین کی پکار پر کفرزادوں سے نمٹنے کی تلقین فرمائی تھی (رضی اللہ تعالےٰ عنہما)

یہ ذوق یقین ہی تو تھا جس نے لاہور کے داتا اور اجمیر کے خواجہ (علیہما الرحمہ) کو دور دراز کے فاصلے طے کر کے شرک کے گڑھوں میں بے خوف وخطر ہو کر توحید کا جھنڈا گاڑنے کی خدمت سپرد کی تھی جس نے مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو دو مغرور بادشاہوں سے ٹکر لینے کا حوصلہ بخشا تھا۔ اسی ذوق یقین کی برکت سے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اور اب اسی کی ہیبت سے روس کے خدا ناشناس وخدا ناترس کمیونسٹ افغانستان کی سرزمین سے بھاگے ہیں۔

منقبت آقائے اکرم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انتخابِ کلام حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بالیقیں سایۂ رحمت ہے جو سایہ تیرا
واقعی شجرۂ برکات ہے شجرہ تیرا
کیوں نہ ہو نور سراپا ہے سراپا تیرا
واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ذکر جس ذکر سے مقبول ، وہ آقا ! تیرا
فکر جس فکر سے پر نور ، وہ مولا! تیرا
جس سے ضوگیر ہیں دل ، وہ دلِ یکتا تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا گرے جس کو اٹھاتا ہے اٹھانا تیرا
کیا جھکے جس کو کھڑا رکھے سہارا تیرا
کیا لچے جس کی مدد کا ہو ارادہ تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

مشعل راہ یقیں کیوں نہ وہ پھر بیقیں ہو
نور محبوب ہو جو مرجع آن و ایں ہو
لامع صدق و صفا ، قامع بغض و کیں ہو
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدیں ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

روز و شب سر قدیم اپنا پڑھاتا ہے تجھے
جلوۂ حسن ازل خوب دکھاتا ہے تجھے
خوان نعمت پہ بصد لطف بلاتا ہے تجھے
قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے، پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا حصولِ علم کے لیے سفرِ بغداد

حضرت علامہ افضل مصباحی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''علم حاصل کرو اگر چہ اس کے لیے چین تک جانا پڑے۔ چنانچہ ہمارے اسلاف نے اس کی ایک دو نہیں ہزاروں مثالیں قائم کی ہیں جو ہر عہد کے لوگوں کے لیے بہترین نمونہ عمل ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور علمائے ربانیین کا ایک طویل سلسلہ ہے جو چلا آ رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے روز ازل ہی یہ اعلان فرما دیا تھا کہ نہ جاننے والوں کو جاننے والوں کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ دنیا کی رہنمائی کے لیے، دنیا کے اندر اپنی برتری ثابت کرنے اور قائم رکھنے کے لیے علم کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ہمارے اسلاف نے پوری دنیا میں حکومت اور پوری دنیا کی رہنمائی علم ہی کی بنیاد پر کی تھی۔ جو جتنے بڑے عالم تھے انہیں اسی اعتبار سے قدر ومنزلت ملتی رہی ہے۔ جنہوں نے حصول علم میں جتنی محنت کی اور اسے دنیا میں پھیلایا، عام کیا اور اس کی روشنی میں دینی، علمی، تبلیغی، فلاحی اور اصلاحی کارنامہ انجام دیا، وہ اسی اعتبار سے رہتی دنیا تک یاد کیے جاتے رہیں گے اور لوگوں کی عقیدتیں ان سے وابستہ رہیں گی۔

تاریخی حقائق کی روشنی میں ایسی ہی ایک شخصیت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے پہلے بے پناہ مشقتوں کا سامنا کر کے علم حاصل کیا، ولایت کے عظیم ترین منصب پر فائز ہوئے اور پھر دنیائے انسانیت کی رہنمائی کا گراں قدر فریضہ انجام دیا۔ جس کی وجہ سے صدیوں برس پہلے اس دار فانی سے کوچ کرنے کے باوجود آج تک انہیں عقیدت ومحبت اور تعظیم رہبر ورہنما کے طور پر یاد کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت یاد کیا جاتا رہے گا۔ انہوں نے حصول علم کے لیے جن پریشانیوں کا سامنا کیا اور جن دشوار گزار راہوں سے ان کو گزرنا پڑا یہ کامیابی وکامرانی کے عظیم مناصب پر پہنچنے کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ انہوں نے جن حالات میں بغداد کی سرزمین پر علم حاصل کیا یہ اپنے آپ میں ایک بہترین کارنامہ ہے۔ نئے نئے فتنوں نئی نئی دشواریوں اور گمراہ کن حالات میں کامیابی کی سبیل نکالنا اگر کوئی سیکھنا چاہے تو اسے قطب الاقطاب، غوث الاغوث، محبوب سبحانی، قطب ربانی، حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ بچوں کی زندگی پر والدین اور دیگر افراد خانہ کا خاصا اثر ہوتا ہے۔ حضرت غوث اعظم میں جو خوبیاں تھیں ان میں ان کے والد گرامی حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ، والدہ محترمہ حضرت ام الخیر فاطمہ قدس سرہا اور نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگیوں کا اثر نمایاں تھا۔ یہ تینوں شخصیات مقرب بارگاہ الٰہی تھیں۔ ان کے اندر خدا ترسی، خشیت الٰہی، راست گوئی، حسن خلق، حق شناسی، خدمت خلق اور پاکبازی حسن کا جوہر نمایاں تھا۔ عبادت وریاضت اور ادب و تہذیب کے ایسے سنہرے ماحول میں حضرت غوث اعظم کی پرورش ہوئی جس کا اثر یہ ہوا کہ حصول علم کے لیے بغداد کے سفر پر تھے۔ جس قافلے میں سفر کر رہے تھے اسے خونخوار ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور جب آپ سے دریافت کیا گیا ''اے بچہ تیرے پاس بھی کچھ ہے''؟ تو جواب

ملتا ہے؟'' ہاں! چالیس دینار ہیں'' صدق مقال اور والدہ کی نصیحت کی پاسداری سے متاثر ہو کر ڈاکوؤں کے سردار کا جسم کانپنے لگتا ہے، روتے روتے گھگھی بندھ جاتی ہے اور آپ کے قدموں پر گر کر توبہ کر لیتا ہے، ساتھ میں اس کے دیگر ساتھی بھی آپ کے دست حق پرست پر توبہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور لوٹا ہوا مال قافلے والوں کو لوٹا دیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں یہ سارے ڈاکو نہ صرف تائب ہوئے بلکہ توبہ کی بدولت درجہ ولایت تک پہنچ گئے۔

پاک طینت افراد خانہ کا اثر حضرت غوث اعظم کی زندگی میں اس درجہ تھا کہ حصول علم کے لیے ۷۸ سالہ ضعیفہ ماں کی محبتوں کو چھوڑ کر دشوار گزار راہوں میں چل پڑے۔ اور قربان جائیں اللہ کی اس ولیہ پر جو خود عارفہ کاملہ تھیں، حالات کی نزاکت سے واقف تھیں، چنانچہ جب ۱۸ سالہ بیٹے نے تحصیل علم کے لیے بغداد جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے بلا چوں و چرا اس کی اجازت دے دی۔ یہ نہ دیکھا کہ ضعیفی میں یہی تو ایک سہارا ہے۔ چونکہ انہیں معلوم تھا کہ خالق کائنات نے ان کے بیٹے کو خلق کی خدمت کے لیے چن لیا ہے، تقدیر میں یہی لکھا ہے، اشارہ غیبی بھی یہی ہے۔ چنانچہ حضرت غوث اعظم نے جیلان سے چار سو میل کا سفر کر کے ۴۸۸ھ میں بغداد کی سرزمین پر قدم رکھا۔ ظاہر سی بات ہے یہ شہر آپ کے لیے بالکل اجنبی تھا۔ والدہ نے چالیس دینار جو دیا تھا وہ دوران سفر ہی ختم ہو چکے تھے۔ کسی رشتہ دار یا شناسا کے نہ ہونے کی وجہ سے اب فاقہ کے علاوہ کوئی صورت نہ تھی بیس دن فاقہ کشی کے بعد اچانک ایک شخص نے آپ کو ایک سونے کا ٹکڑا دیا جو آپ کی والدہ نے بھیجا تھا۔ سونے کے اس ٹکڑے میں سے آپ نے تھوڑا رکھ کر باقی روزی کی تلاش میں سرگرداں مردان حق آگاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ایسے صبر آزما اور پریشان کن حالات میں آپ بغداد کی سرزمین پر مدرسہ نظامیہ میں حصول علم میں مصروف ہو گئے۔ یہ مدرسہ اس وقت عالم اسلام کا عظیم مرکز تھا اور مختلف علوم وفنون کی یہاں تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں کے اساتذہ بھی اپنے اپنے فن کے امام تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے پناہ ذہانت دی تھی۔ انتہائی محنت ومشقت اور لگن کے ساتھ آپ نے مسلسل آٹھ سال تک اس ادارے میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں کے اساتذہ اور فن کے ماہرین سے خوب استفادہ کیا۔ علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت وادب علم شریعت وطریقت غرض کہ علوم وفنون کے تمام گوشوں کی تحصیل آپ نے اپنے دور کے ماہر اساتذہ سے کی اور تمام علوم ومعارف میں مہارت حاصل کی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ آیا کہ اللہ رب العزت کے فضل وعنایات، والدہ محترمہ کی دعائے سحر گاہی، اساتذہ کی محنت اور شب وروز کی شدید جدوجہد کی بنیاد پر آپ علوم وفنون کا اتھاہ سمندر ہو گئے اور آپ نے ہر فن میں وہ خصوصیت پیدا کی کہ تمام ہم عصر علما وفضلا پر سبقت لے گئے۔ ۴۹۶ھ میں جب سند تکمیل حاصل کی تو روئے زمین پر آپ کی برابری کا دعویٰ کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ سید محمد اشتیاق عالم شہبازی نے اپنی کتاب محی الدین میں آپ کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل عظیم شخصیات کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

ابوالوفا علی بن عقیل، ابو غالب محمد بن حسن باقلانی، ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی، ابوسعید بن عبدالکریم، ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد، ابوسعید مبارک ابوالخیر المخزومی اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس'' (صفحہ ۱۲۹) آپ نے علم حدیث جن اساتذہ سے حاصل کیا ان کے نام یہ ہیں:

''ابوالبرکات طلحہ العاقولی، ابوالغنائم محمد بن میمون الفرسی، ابوعثمان اسماعیل بن محمد الاصفہانی، ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد، ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی، ابومحمد جعفر بن الحسین القاری السراج، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی، ابومنصور عبدالرحمان القزاز، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف (محی الدین اسمی، ص ۱۳۰) ایک ایسی شخصیت جو مادرزاد ولی ہو، جنہیں تائید غیبی حاصل ہو، ان کو حصول علم میں جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا وہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ ان مصائب وآلام کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی ضروری تھا کہ انہیں تائید غیبی حاصل ہو۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ جب اتنی عظیم اور متبرک شخصیت کو حصول علم میں اس طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا تو

ہم جیسے لوگوں کو اور بھی زیادہ اس طرح کی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ یہ تصور کرنا چاہئے کہ ہمیں ہر حالت میں علم حاصل کرنا ہے چاہے جن حالات کا مقابلہ کرنا پڑے۔ اگر ہم نے یہ عزم کرلیا تو یقیناً وہ خالق کائنات جس نے سارے جہان کو پیدا فرمایا۔ جس نے حصول علم کی ترغیب کے لیے سب سے پہلی آیت اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَق الخ نازل کی اس کی تائید ہمیں ضرور حاصل ہوگی۔ خود حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں: ''میں نے وہ ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر انہیں پہاڑ پر ڈال دیا جاتا تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ جب ہر طرح سے مجھ پر مصیبتیں اپنا شکنجہ کس دیتی تھیں تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا اور آیت مبارکہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا. اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کا ورد شروع کردیتا تھا۔'' (محی الدین اسمی، ص ۱۳۱)۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے حصول علم کے لیے کیا کیا نہ کیا۔ پریشانیوں کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری تھا۔ آپ کے دور طالب علمی ہی کا واقعہ ہے کہ جنگل میں بیٹھے ہوئے سبق یاد کررہے تھے۔ فاقہ کشی کی وجہ سے بے پناہ کمزوری تھی مگر آپ صبر واستقلال سے کام لینے کی کوشش کررہے تھے کہ اچانک غیب سے آواز آئی: ''عبدالقادر تجھے کئی دن سے فاقہ اور حصول تعلیم میں دشواری ہورہی ہے تو جا سنت انبیاء پر عمل کر اور کسی سے قرض لے لے''۔ آپ نے عرض کیا: میں تو ایک غریب طالب علم ہوں، قرض کی ادائیگی مجھ سے کیسے ہوسکے گی؟'' تو دوبارہ آواز آئی: ''تیرے قرض کی ادائیگی میرے ذمے۔'' چنانچہ آپ نے ایک نانبائی سے کہا'' کیا تم اس بات کے لئے راضی ہو کہ ہر روز مجھے ڈیڑھ روٹی بطور قرض دے دو، مجھے جب قدرت ہوگی تو میں لوٹا دوں گا اور اگر مرگیا تو معاف کردینا۔'' اور اس طرح آپ صرف ڈیڑھ روٹی پر گزر بسر کرنے لگے۔ جب قرض کی فکر نے پریشان کیا تو تائید غیبی سے آپ نے قرض ادا کیا۔ اس طرح کے ایک دو نہیں درجنوں واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حصول علم کے لیے کتنی کدوکاوش کی۔ اسی کا ثمرہ تھا کہ آپ کے وقت کے تمام علمائے کرام نے آپ کی عظمت اور علمی صلاحیت کو تسلیم کیا۔ مذکورہ حالات علوم ظاہری کے حصول سے متعلق تھے۔

آپ نے علوم باطنی کے حصول کے لئے بھی بے پناہ مشقتوں کا سامنا کیا۔ اس میدان میں آپ کی رہنمائی اپنے وقت کے ولی کامل، قطب دوراں شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ شیخ حماد کی شخصیت بغداد سمیت تمام قرب وجوار کے علاقوں میں مرکز توجہ تھی۔ شیخ حماد کی تربیت کی وجہ سے بہت سے مشائخ اور صوفیائے کرام نے سلوک کی راہیں طے کیں۔ علم طریقت میں آپ کے دوسرے استاذ حضرت شیخ ابوسعید مبارک ابوالخیر المخز ومی ہیں۔ انہی سے آپ نے علم طریقت کی تکمیل کی اور خرقہ ارادت بھی پایا۔ ۴۹۰ھ (ظاہری علوم وفنون کی تکمیل کا سال) سے ۵۲۱ھ یعنی ۵۲ سال تک آپ نے سخت ترین مجاہدے اور مشکل ترین ریاضتیں کیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ عشق الہی اور محبت رسول کی مجسم تصویر بن گئے۔ فنافی اللہ اور فنافی الرسول کے اعلی مقام پر فائز ہوگئے۔ پھر کیا تھا پھر تو جلال الہی اور مظہر کمال محمدی اور مجاہدات وریاضات کا یہ عالم! جبکہ دوسری طرف پورا بغداد فتنہ وفساد کا مرکز بنا ہوا تھا۔ لوگ لایعنی بحثوں اور غیر ضروری چیزوں میں اپنی طاقت صرف کرتے تھے۔ حالات اتنے دگرگوں ہوچکے تھے کہ ایک مرتبہ آپ نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ کرلیا اور صحرا کی راہ اختیار کرنے پر آمادہ ہوگئے تو غیب سے آواز آئی: ''یہاں سے مت جاؤ مخلوق خدا کو تم سے فیض پہنچے گا'' چنانچہ بغداد چھوڑنے کا آپ نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔ اور ترک کرتے بھی کیوں نہیں، آپ کو بغداد کی سرزمین پر جاری فتنوں کے سدباب کے لیے سرزمین جیلان سے شہر بغداد بھیجا گیا تھا۔ مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ کے ہاتھوں ہی ان تمام فتنوں کا قلع قمع ہو۔ خلق قرآن کا فتنہ، اعتزال و باطنیت کی فسادانگیزی، علمائے سوء اور جعلی صوفیوں کی ڈھکوسلہ بازی اور ڈاکہ زنی، حسن بن صباح کے شیطانی گروہ کی شرانگیزی، جس سے بغداد کی سرزمین روز بروز زوال پذیر ہورہی تھی۔ انصاف پسند لوگوں کا جینا حرام تھا۔ بغداد کی سرزمین پر عوام الناس بے راہ روی کے شکار تھے۔ اخلاقی پستی اپنی حد کو پہنچ چکی تھی۔

بغداد کی سرزمین پر ایسے ہی پرفتن اور خطرناک حالات کا سامنا کرنے کے لیے مشیت ایزدی نے آپ کو ۴۸۸ھ سے ۵۲۱ھ تک علوم ظاہری و باطنی سے صیقل کیا۔ علوم شریعت سے مکمل آگاہ، کتاب وسنت پر پوری دسترس، لغت وادب پر پورا ملکہ اور اسرار راہ طریقت سے باخبر کیا تاکہ جب جہاں جیسی ضرورت پیش آئے آپ مرد آہن کی طرح سامنے آجائیں۔ اور اس طرح تمام علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ ہو کر جب آپ نے میدان جہاد میں قدم رکھا تو دنیا کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں۔ آپ جس راہ پر قدم رکھتے فتنوں کا سر کچلتے ہوئے گزر جاتے۔ خلق خدا کی رشد و ہدایت، دین برحق کی ڈوبتی نیا کو پار لگانا اور احیائے شریعت وسنت، یہ آپ کا وہ تجدیدی کارنامہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے سامنے تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی گردنیں خم تھیں۔ آپ کے سامنے کسی کو سر اٹھا کر بات کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے نہ صرف تمام زور پکڑتے فتنوں کا سد باب کیا بلکہ ایسا ماحول تیار کیا اور لوگوں کی ایسی تربیت کی جس کی بنیاد پر تمام طرح کے نئے فتنے اپنے وجود سے قبل ہی فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکا؟ اگر اس پر غور کیا جائے تو آج ایک مرتبہ پھر ہم بغداد سمیت پورے عراق میں جاری امریکی بربریت کا سر کچل سکتے ہیں۔ عراقیوں کو آئے دن کی ہلاکتوں سے روک سکتے ہیں۔ خواتین کی آبروریزی پر قدغن لگایا جاسکتا ہے، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اترنے سے بچایا جاسکتا ہے اور اس صلیبی جنگ کا نقشہ پلٹا جاسکتا ہے جس کا اعلان 'انکل سام' نے نائن الیون حملہ کے وقت کیا تھا کہ 'اب صلیبی جنگ کی شروعات ہو چکی ہے'۔ ساتھ ہی مشرق وسطیٰ کو صلیبی وصیہونی قبضوں سے پاک کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم نے ان تمام فتنوں کا سد باب علوم ظاہری و باطنی کے حصول کے بعد کیا تھا۔ لوگوں کو اخلاقی پستی سے نکال کر اخلاق حسنہ کی مکمل تصویر بنا کر کیا تھا، رشد وہدایت کی شمع جلا کر کیا تھا، اسلامی تعلیمات عام کر کے لوگوں کو ان پر عمل پیرا رہنے کی تاکید کے ذریعہ کیا تھا، لوگوں میں حلال وحرام کی تمیز پیدا کر کے کیا تھا۔ آج کی جنگ جیتنے کا بھی وہی ہتھیار ہے جسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنایا تھا۔ پہلے علوم ظاہری حاصل کیا پھر سلوک کی راہیں طے کیں تھیں۔ آج بھی اگر علوم ظاہری و باطنی حاصل کر کے جنگ لڑی جائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آج علوم ظاہری کی جو توسیع ہوئی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، سیر وتاریخ، سائنس وٹیکنالوجی، طب وریاضی، کمپیوٹر وانٹرنیٹ، ماس میڈیا وماس کمیونی کیشن، آئی ٹی وایم آئی ٹی، انجینیئرنگ وآرٹ وغیرہ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کے حصول کے بعد ہی ہم میدان کارزار میں دشمنوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو خود اپنی حفاظت کے لیے اور اسلام پر روز بروز ہو رہے حملوں سے بچانے کے لیے اور دشمنوں کو زیر کرنے کیلئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے سے کام نہیں چلے گا۔ سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں مہارت حاصل کرنی ہی ہوگی۔ یاد رہے! اسلام دشمن طاقتیں ہمارے خلاف سازشیں رچانے میں کامیاب ہیں لیکن ہم اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب نہیں! جب تک ہمیں اپنے آپ کو بچانے کی فکر نہیں ہوگی اس وقت تک ہم اس سمت میں قدم نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیے اہل سنت کی آواز کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں سے میری اپیل ہے کہ وہ اس سلسلے میں غور کریں اور کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ مسلم بچے علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ ہوں، دشمنوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے فتح حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے ہر پہلو کو سامنے رکھ کر یہ کام بآسانی کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے آپ کو اخلاقی اور ملی ہتھیاروں سے مسلح کرنے اور پھر تجدیدی کارناموں اور فتنوں کا سر کچلنے میں گزرا۔ ہماری بھی زندگی کا ہر لمحہ اپنے آپ کو مسلح کرنے اور تجدیدی کارناموں میں گزرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہی ہم ''یاغوث المدد'' کہنے کے اہل ہو سکتے ہیں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنے کا دم بھر سکتے ہیں۔ اس کے بغیر حضرت غوث اعظم کی محبت کا دم بھرنے کا دعویٰ بلا دلیل ہوگا، جو کسی بھی طور قابل قبول نہیں۔

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نظر افروز ہے حسن دلآرا غوثِ اعظم کا
نوازے ہم کو بھی یارب نظارہ غوثِ اعظم کا
مری اک بوند سے آخر کمی آئے تو کیوں آئے
کہ ہے زخار بحرِ بے کنار کنارہ غوثِ اعظم کا
پھروں کیوں پوچھتا میں حالِ قسمت چاند تارے سے
کہ ہے محکوم سورج ، چاند ، تارا غوثِ اعظم کا
تکبر سوز ہے اک اک توجہ شاہِ جیلاں کی
مقدر ساز ہے اک اک اشارہ غوثِ اعظم کا
کسی صورت نبی کے چاند کا دیدار ہو جائے
نہیں ہے ہجر اب مجھ کو گوارا غوثِ اعظم کا
خدا سے پیار ہے تو پیار کر مولا کے پیارے سے
خدا کا پیارا ہے واللہ پیارا غوثِ اعظم کا
ارے او بے ادب کچھ سوچ اپنی وجہ محرومی
کروڑوں کو کرے سیراب دھارا غوثِ اعظم کا
فقیروں بیکسوں کو کیا پڑی در در پہ جانے کی
بحمد اللہ ہے موجود دوارا غوث اعظم کا
کوئی شپر اگر انکار کرتا ہے تو کرنے دو
وگرنہ فضل عالم آشکارا غوثِ اعظم کا
جو تھاما شاہِ لاثانی کا دامن تو ندا آئی
مبارک ہو تجھے بندے سہارا غوثِ اعظم کا
نہ کیوں آسی کہوں میں نقشِ لاثانی کو لاثانی
یقیناً جب ہے یہ بھی ماہ پارا غوثِ اعظم کا

حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

علامہ مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کیا شک ہے کہ اس وقت قوم کا سب سے بے بڑا روگ باہمی انتشار ہے، اسی کی بنا پر ہم اقوام عالم کی رہنمائی کرنے کے بجائے ذلیل اور رسوا ہو رہے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ سارے زمانے میں ہماری دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور کسی کو ہمارے سامنے کی تاب نہیں تھی۔ زمانہ ہم سے پوچھ کر چلتا تھا اور ہم دنیا کے فیصلے کرتے تھے، ایک آج صورت حال ہے خدا دشمن اور مذہب بیزار ہر طبقہ ہمیں اپنے اشاروں پر نچاتا ہے اور ہم ناچ رہے ہیں۔ زمانہ ہمیں ذلیل دیکھنا چاہتا ہے، ذلیل کرنا چاہتا ہے اور ہم اپنی ذلت پر مسرور و شاداں ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمیں مٹانے کی کوششیں کرنے والے اپنی کوششوں میں ہمیں کو اپنا آلہ کار بناتے ہیں اور ہم اسے بھی اپنے حق میں اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ ملت کا تصور ہی مسلمانوں کے ذہنوں سے نکالا جا رہا ہے اور ایک ایک کر کے سب کو تباہ و برباد کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے مگر اپنے بھائیوں کی تباہی و بربادی کو ہم اپنا مسئلہ سمجھتے ہی نہیں۔ افغانستان میں کیا ہوا، ملت بڑی بے غیرتی سے چپ سادھے رہی، دشمن کے منہ کو خون لگا تھا، اس نے عراق میں اپنا خونیں ڈرامہ دہرایا اور کسی مسلمان ملک کو مذمت تک کی توفیق نہ ملی، اب دشمن شام اور ایران کو دھمکیاں دے رہا ہے، مگر ہمارے خون میں کوئی حرارت پیدا نہیں ہوئی۔ تو آخر اس کا سبب کیا ہے۔ ہم اپنے آبا و اجداد کے بالکل برعکس کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ اس کا ٹھیک ٹھیک جواب تو وہی ہے جو جواب شکوہ میں دیا گیا ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآنِ پاک سے رشتہ کب چھوٹا، جب امت کے والی، کونین کے آقا، دارین کے ملجا و ماویٰ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کمزور ہوا ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے جس کے وسیلے سے خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے، قرآن سے سکون ملتا ہے، امت کی تشکیل ہوتی ہے اور ''ملت'' کا قوام تیار ہوتا ہے۔ نبی سے امت کا رابطہ و واسطہ منقطع کرنے کی کوشش کامیاب ہو جائے تو دینِ حق کی ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔ چنانچہ یہ منصوبہ دشمنوں نے بنایا اور بظاہر بعض موثر مسلمان علما و رؤسا کو خرید کر انھیں آلہ کار بنایا جنھوں نے آیات و روایات کے زور سے امت کو عشق رسول، ذکرِ رسول اور ادب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم کرنا چاہا۔ امت کا جذبہ عشق کمزور ہوا تو جذبہ جہاد اور شوق شہادت بھی ماند پڑ گیا۔ نئے نئے عقائد اور ان کے عجیب عجیب دلائل گھڑے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار کا انکار کیا اور آپ مختار بن گئے پھر جو چاہا فیصلہ دیا۔ پاکان امت سے اعتماد اٹھانے کا سبق دیا مگر اپنے آپ کو حجت قطعیہ ظاہر کیا۔ صدر اسلام سے جو تفاسیر ملی ورثے کا درجہ رکھتی تھیں، انھیں غیر معتبر گردانا اور اپنے ذہن ناپاک میں جو مضمون آیا، اسے قرآن کے

حوالے سے پیش کیا۔جن پاکیزہ رسوم کی بنیاد کتاب وسنت میں موجود تھیں اور کئی صدیوں سے پاکانِ امت کے معمولات میں شامل تھیں انھیں 'بدعت' کہا اور خود اپنی بدعات کوسنت کا نام دیا۔مختصر یہ کہ اغیار نے 'ایمان' کی قیمت پر خریدا اور ملت میں انتشار وافتراق کے کام پر لگا دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسا بکنے والے 'غدار' ہوتے ہیں۔مگر غدار چونکہ عیار ومکار تھے انھوں نے اپنی غداری پرتقویٰ کا غلاف چڑھا دیا، شراب کی بوتل تھی اس پر دودھ کا لیبل لگا دیا۔ بات بات پر آیت وحدیث پڑھ دیتے تھے، لوگوں میں محقق کہلائے۔ پیروں سے دور کرنا تھا، خود پیر بن گئے غرض عیاریوں، مکاریوں، چالوں اور سازشوں سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو مرکز سے دور کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہوگئے۔ ہاں قوم کا شیرازہ بکھیرنے میں انھیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

قوم کا نظام درہم برہم ہوا تو ایک عقیدہ بھی ان کی دستبرداری سے پوری طرح محفوظ اور متفق علیہ نہ رہا۔جن لوگوں نے اس انتشار کو روکنا چاہا اور ملی ورثے کی حفاظت کو اپنا مقصد حیات بنالیا، انھیں کوطعن وتشنیع کا نشانہ بنالیا۔

مثلاً نبوت ہی کی طرف آیئے جوملت کی عمارت کا ایک بنیادی پتھر ہے۔نجد ودیوبند کے معماروں نے اسی کوجگہ سے ہٹانے کی کوشش کی ۔ نبی کے کمالات علمی وعملی کا انکار رہی نہیں کیا بلکہ ان کو جوخصوصیات ان کے رب نے عطافرمائی تھیں، ان کا انکار بھی شروع کر دیا گیا۔علم غیب کا نبوت سے کیا تعلق ہے، جب بھی اس سوال پر بحث ہوئی، صدر اسلام سے اب تک نبوت کی تفسیر علم غیب کے حوالے سے ہی کی گئی۔ مثلاً متکلمین کے ہاں نبوت کی تعریف ہی اس طرح کی گئی۔

اَلنُّبُوَّۃُ الَّتِیْ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ

ترجمہ:۔نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

دراصل نبی ہی عالم غیب کا تعارف کراتا ہے۔ جنت ودوزخ، حوروملک، برزخ اور اس کے احوال، قیامت، میزان اعمال، پل صراط سب غیبی حقائق ہیں ان کی دلیل اول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان ہی ہوتی ہے۔ نبی کی غیب دانی کا انکار گویا اس کی نبوت کا انکار ہے مگر لوگ بکتے رہے، پھر بکتے رہے اللہ اپنے نبی کی نبوت کا ثبوت دینے کیلئے اسے علم غیب ہی نہیں گوناگوں تصرفات وکمالات عطافرماتا ہے تا کہ دنیا پر ظاہر ہوجائے کہ وہ قادر مطلق کا نمائندہ اور دوسرے انسانوں سے بہت بلند وبرتر ہے۔مگر دشمنوں کے غلاموں نے آیات وروایات کے مخصوص ترجموں سے پورا زور ان کے کمالات وتصرفات کے انکار پر صرف کر دیا تا کہ دوسرے لوگوں سے ان کی برتری ظاہر نہ ہونے پائے اور پھر مثلیت ومساوات ثابت کرنے کیلئے انھیں اپنے جیسا بشر کہنے لگے، یہ سب کچھ ان کا ادب وعشق روکنے کیلئے تھا تا کہ امت ان کے فیض سے محروم رہے خصوصاً اس سلسلے میں انکار کا زیادہ زور اس نبی کے کمالات کی طرف رکھا جس کا خود بھی کلمہ پڑھتے تھے اور جو تمام نبیوں کا بھی نبی ہے(علیہ الصلوٰۃ السلام) سچ فرمایا حکیم الامت نے:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگا ہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کلمہ پڑھنے والوں کی ضد کا حال یہ ہے کہ شاید کسی بھی نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار اس شد و مد سے نہیں کرتے جتنا اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرتے ہیں مثلاً ان سے آدم علیہ السلام کی خلافت، ابراہیم علیہ السلام کی خلت، داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا جائے تو عموماً سیخ پا نہیں ہوتے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آ جائے تو ان کے چہرے کا رنگ ہی بدل جاتا ہے جیسے ان کا اصل مقابلہ اسی ذات پاک سے ہے جو اللہ کی سب سے بڑی مظہر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار و امام ہیں۔ اللہ نے آپ کو سب نبیوں سے افضل کیا ہے اور کچھ خصوصی القاب و نوازشات سے بھی نوازا ہے۔ مثلاً رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین۔ علمائے نجد و دیوبند نے ایسے مواقع پر بڑے خاموش طریقے سے ان کی تخصیص کو کم کرنے کی سعی ناپاک کی ہے۔ لفظ رحمۃ للعلمین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خاص ہے چنانچہ سورۃ الانبیاء میں رب تعالیٰ نے کئی پیغمبروں کا ذکر خیر کیا ہے، ان کی سیرت و عظمت کو بیان کیا پھر سب سے آخر میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا اور وہ بھی رحمۃ للعلمین کے لقب سے۔

﴿...... وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ......﴾

ترجمہ: اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔

مگر نجدیت کے دیسی علمبرداروں نے اپنے ''ملاؤں'' کو بھی رحمۃ للعلمین بنا دیا بلکہ ان کے غوث اعظم مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں کھلی چھٹی دے دی کہ ہر مسلمان کو رحمۃ للعلمین کہہ سکتے ہیں (معاذ اللہ) اللہ نے جو نام کسی دوسرے نبی کو بھی عطا نہیں فرمایا، دیوبندیوں کے نزدیک ایسا عام ہے کہ جس مسلمان کو چاہو رحمۃ للعلمین کہہ دو۔ اسلام کی ساری تاریخ کھنگال ڈالیں، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ انداز بغاوت کہیں نہیں ملے گا۔ خاتم النبیین یعنی آخری نبی بھی کسی اور کیلئے استعمال نہیں ہوسکتا۔ خدا کا شکر ہے علما دیوبند سے اس حد تک ضرور محفوظ رہا (کہ انھوں نے اسے کسی اور کیلئے استعمال نہیں کیا) ہاں اتنا ضرور کیا کہ اس کے معنی ہی بدل ڈالے۔ ان کے نزدیک اس کا مطلب آخری نبی نہیں جیسا کہ امت آج تک سمجھتی رہی ہے نیز ان کے نزدیک آخری نبی ہونا، کوئی فضیلت کی بات ہی نہیں، خاتم النبیین کے مفہوم میں یہ تبدیلی مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے 'فرمائی' انھوں نے جو کچھ کہا وہ مرزائی مرتدین کی دلیل بن گیا نانوتوی صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ ان سے پہلے کسی نے یہ معنی نہیں کیے اور مرزائی بھی یہی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی صرف ایک مولوی قاسم سمجھا۔ اب وہ لوگ جو سرمایۂ ملت کا تحفظ چاہتے ہیں، سوچیں جب دیوبند کے بانی کا یہ حال ہے اور گویا قصر دیوبند کی خشت اول کا یہ عالم ہے، باقی عمارت کی کجی کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ کیونکہ:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج !

دیگر کمالات نبوت کا انکار کیا گیا تھا توحید کا بہانہ بنا کر۔ یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر، دانائے غیوب، معین و

مددگار، فریادرس حاجت روا اور مشکلکشا کہنا اس لئے شرک ہے کہ یہ سب صفات اللہ کی ، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنیٰ نبی آخر ہونے کا انکار توحید کے حوالے سے نہیں ہوسکتا تھا، اسے مولنا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیر خواہی کے حوالے سے پیش کیا یعنی خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی کیا جائے تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت نہیں ، اگر اس کا معنیٰ افضل النبیین کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ظاہر ہو جاتی ہے۔

پوچھنا تو یہ ہے کہ ملت کے بہی خواہ بتائیں کہ کیا عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل نہیں اور اگر یہ واقعی بنیادی عقیدہ ہے تو اس کا انکار ملت کے نظام میں رخنہ اندازی ہے یا نہیں۔ ملت کا اتحاد چاہنے والے سوچیں اس رخنہ اندازی کا کیا علاج ہے۔ علمائے دیوبند نے بعد میں اس عنوان سے مجلس ختم النبوت جیسی تنظیمیں بنائیں اور یہ تصریح بھی کہیں کہیں کر دی کہ جو شخص خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی نہیں کرتا، کافر ہے، مگر قاسم نانوتوی کی عبارات ان کے سامنے آئیں تو فتویٰ بھول گئے اور اسے کافر کہنے کے بجائے ، قاسم العلوم والخیرات، کا لقب دیا۔ اگر کسی کو اپنے نبی کی شرم تو نہ ہو مگر اپنے باپ، استاد یا پیر کی عظمت کا خیال ہی پیش نظر ہو تو فرمایئے کیا اس پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم " لَا یُؤْمِنُ " (یعنی وہ مومن نہیں) لاگو ہوتا ہے یا نہیں ، اس صورت میں فرمایئے انتشار کون پھیلا رہا ہے اور قوم کو اتحاد کا سبق کون دے رہا ہے، اور کیا انتشار پھیلانے والا اور اتحاد کی کوشش کرنے والا دونوں برابر ہیں، نہیں ہرگز نہیں، یقیناً جس نے خاتم النبیین کے معنیٰ بدلے وہ مفسد اور فتنہ پرداز ہے اور جو اس کا مقابلہ کرتا ہے، وہ ایمانی و اسلامی غیرت کا مظاہرہ کر کے قوم کو مرکز واتحاد کی طرف بلا رہا ہے، علمائے نجد و دیوبند نے نبوت کے کمالات کا انکار کیا اور عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگائی۔ علمائے اہل سنت نے مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی قیادت میں ملت کے ورثے کی حفاظت کی اور انتشار و انحراف کی راہ چلنے والوں کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کی۔ کوئی ملت کا سچا ہمدرد اگر اس صورت حال کو نہ سمجھے گا اور مصلح ومفسد کو برابر سمجھے گا تو اصلاح کیسے کر سکے گا۔ جن عقائد کی ایجاد سے اسلام کا ایوان ہی معاذ اللہ ڈھے جاتا ہے، ان پر ڈٹے رہنا اور خود کو مصلح کہنا ، کیا مدینہ منورہ کے منافقین یہی کچھ نہیں کرتے تھے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ......(البقرۃ:۱۱)

ترجمہ: اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ اصلاح کرنے والے ہیں۔

لہٰذا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور فرمایئے!

؎ کیا علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں۔

پھر فرمایئے نبی کیلئے سچ بولنا کتنا ضروری ہے! دنیائے غیب کا تعارف اسی کی زبان سے ہوتا ہے ورنہ اس کی اور کوئی دلیل نہیں ہوتی جس سے دل کو اطمینان ہو، خدانخواستہ اگر اس کی صداقت بھی مشکوک ہو جائے تو تبلیغ کا آغاز بھی ناممکن ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے سے نبی ہیں، اس کے باوجود دنیا میں چالیس سال سے پہلے آپ کی بعثت نہیں ہوئی، کیوں؟ معاشرہ آپ کی عظمت کردار اور صداقت بیان پر پوری طرح سے مطمئن ہو جائے، چنانچہ اہل مکہ مطمئن ہو گئے اور انھوں نے بیک

زبان آپ کوالصادق اورالامین کہنا شروع کردیا اوران سے ان کی مراد یہ تھی جھوٹ معاذ اللہ آپ کی زبان پر آ ہی نہیں سکتا اور معاذ اللہ بد دیا نتی کسی صورت آپ سے ممکن ہی نہیں، چالیس سال کی عمر مبارک تک جب ان کا مشاہدہ یہ فیصلہ کر چکا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی حتی کہ ابو جہل کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق میں کوئی شک نہیں تھا، چنانچہ بدر کو جاتے ہوئے جب اخنس بن شریق نے اس سے تنہائی میں پوچھا تو بولا:

وَا للّٰهِ انَّ مُحَمَّد الصَّادِق وَمَا كَذبَ مُحَمَّد قَطُّ......(الشفاء: جلد ا)

ترجمہ: اللہ کی قسم، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچا ہے اور آج تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

اس نے پھر تصریح کی کہ ایمان نہ لانے کی وجہ گویا قبائلی حسد اور جذبۂ تقابل ہے اگر خدانخواستہ زبان نبوت ہی مشکوک ہو تو اس کی بتائی ہوئی توحید، لائی ہوئی کتاب، اور دوسری اعتقادی و عملی تعلیم کی صداقت پر کیا بھروسہ ہوگا۔ جھوٹ ہی نہیں ہر نبی کا ہر گناہ سے معصوم ہونا ضروری ہے، بعثت سے پہلے بھی اور بعد بھی مگر بانی دارالعلوم دیوبند نے نبوت کا جو تصور دیا، کتنا ہولناک ہے، ان کا کہنا ہے:

'پھر دروغِ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر ایک حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔(تصفیۃ العقائد)

فرمایئے نبوت کے بارے میں یہ تصور نانوتوی صاحب سے پہلے کس نے دیا اور اسی کو قبول کرلیا جائے تو توحید سے لیکر عام عمل تک اسلام کی کونسی شے شک وشبہ سے محفوظ رہے گی۔

عموماً دیوبندی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ شور مچاتے ہیں کہ انگریزوں نے اپنے مقاصد حکومت کیلئے مسلمانوں میں گروہ بندی کی۔ فرمایئے اگر واقعی انہوں نے امت کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرنے کیلئے خریدا تھا تو یہ کون تھے؟ جو اسلام کے گلشن کا خون جگر سے دفاع کررہے تھے یا وہ جو انبیاء علیہم السلام کی توہین کر کے سارے نظام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کررہے تھے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ انگریزوں نے دہلی میں ایک عربی کالج کھولا تھا جس کے گویا وائس پرنسپل مولانا عبدالعلی نانوتوی تھے اور وہ مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے اور دیوبندیوں کے غوث اعظم مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاذ ومربی تھے۔ یہ حقیت اگر پیشِ نظر رہے تو کیا یہ سمجھنا مشکل ہے کہ تاریخ اسلام میں خاتم النبیین کا معنی بدلا گیا، یا نبوت کے ساتھ دروغ صریح کو ضم کرنے کی معاذ اللہ جو کوشش کی گئی ہے، یہ ادھر سے اشارہ پا کر ہی تھا، یا انھیں کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

اتحادِ ملت یقیناً ضروری ہے مگر جب تک اس قسم کے دین فروش لوگوں کو جو ملت ہی کے اعتقادی ورثے کو ہی لوٹنا یا لٹوانا چاہتے ہوں سمجھا جاتا اور ان کی شرارتوں سے قوم کو محفوظ نہیں کرلیا جاتا، اتحاد ملت کی کیا صورت ہوگی۔

☆......☆......☆

مکتوب هشدهم......اٹھارہواں مکتوب۔(حصہ دوم)

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی۔۔۔۔۔شرح مکتوبات شریف

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزوشرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت، قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجد دالمنو رالف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جو مکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم ومعارف اور حقیقت ومعرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور اَدق ہیں کہ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکٰوۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم ومعارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائدوآراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ "**کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی**" جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ الحقیقہ)

"شخصے از حضرتِ خواجہء بزرگ **قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس** پرسید کہ مقصود از سلوک چیست فرمودہ تا معرفتِ اجمالی تفصیلی شود و استدلالی کشفی گردونفر مودند کہ علوم دیگر سوائے آنہا حاصل شود"	کسی شخص نے حضرت خواجہء بزرگ (خواجہ بہاؤ الدین شہنشاہ نقشبند) قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس سے پوچھا کہ سلوک (مجاہدہ و ریاضت) سے مقصود کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا تا کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہوجائے اور استدلالی (علم) کشفی ہوجائے۔ (جواب میں) یہ نہیں فرمایا کہ ان (شرعی علوم) کے سوا کوئی دوسرے علوم حاصل ہوجائیں (یعنی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سلوک سے کوئی دوسرا علم شریعت کے علاوہ حاصل ہوتا ہے تو یہ سمجھنا بالکل غلط ہے سالک کے پاس شریعت کے خلاف کوئی علم نہیں ہوتا بلکہ عین شریعت کا علم ہوتا ہے البتہ اجمالی تفصیلی ہوتا ہے نظری یہ بھی ہوجاتا ہے)۔
"آرے درراہ علوم ومعارف بسیار ومید ہند کہ از آنہا میباید گزشت"	ہاں راستہ میں بہت علوم ومعارف سامنے آتے ہیں جن سے گزر جانا چاہیے (یعنی انکی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے وہ مقصود نہیں ہوتے)۔

''وتابنهایة النهایت کہ مقامِ صدیقیت است نرسد ازیں علوم بہرہ نہ یابد''	اور جب تک نہایۃ النہایت جو مقام صدیقیت ہے تک نہ پہنچے تو ان علوم سے حصہ نہیں پاتا۔
''فَیَالَیْتَ شعری ان من اهل الله لقائلین بحصول هذا المقام الشریف ولیس لهم مناسبة بعلوم هذا المقام و معارنه فماو جهه‌و فوق کل ذی علم علیم''	پس ہائے افسوس کہ اس بات کو میں نہیں سمجھا کہ بعض اہل اللہ قائل ہیں اس شریف مقام کے حصول کے مگر اس مقام کے علوم اور معارف سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے پس اسکی کیا وجہ ہے (یعنی انکا دعویٰ بھی رد نہیں کیا جاسکتا مگر ان کے پاس اس مقام کے علوم بھی نہیں اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آئی (ہاں) ہر علم والے سے اوپر بڑے علم والا ہے) یہ آیت کا حصہ ہے)۔
''وبر سرّ مسئلہ قضاوقدر نیز اطلاع دادند و آنرا بر نہجے اِعلام فرمودند کہ ہیچ وجہ بہ اصول ظاہر شریعت غرّا مخالفت لازم نیاید''	اور تقدیر کے مسئلہ کے راز پر بھی اطلاع دی ہے (تقدیر کا مسئلہ نہایت ہی مشکل ہے علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی پر صرف ایمان رکھنا ضروری ہے ہر عالم کی عقل اسکو حل نہیں کرسکتی صرف انبیا اور مخصوص مشائخ مستثنا ہیں) اور اسکا علم ایسے طریقہ سے عطا کیا کہ کسی وجہ سے بھی روشن شریعت کے ظاہر اصول کے ساتھ مخالف لازم نہیں آتی۔
''وازنقصِ ایجاب وشائبہ جبر مبرا ومنزہ است''	(اللہ تعالیٰ پر) واجب کرنے کے نقص اور (بندہ پر) جبر کرنے کے شائبہ سے مبرّا اور منزّہ ہے (یعنی اس مسئلہ کا حل صاف وستھرا ہے)
''ودرظہور بمشابہ قمرلیلۃ البدراست''	اور ظاہر ہونے میں ۱۵ ویں رات کے چاند کی مثل ہے (جس طرح پندرویں کا چاند روشن ہوتا ہے اس طرح یہ مسئلہ روشن ہے سبحان اللہ یہ مخصوص بندوں کا ہی حصہ ہوسکتا ہے)۔
''عجب است کہ باوجودِ عدمِ مخالفت باصول شریعت این مسئلہ راچرا پوشیدہ داشتہ اند اگر شائبہ مخالفت میداشت اِخفا دستر مناسب بود لا یُسئَلُ عما یفعل''	عجب ہے کہ اصولِ شریعت کے مخالف نہ ہونے کے باوجود اس مسئلہ کو پوشیدہ کیوں رکھا ہے اگر مخالفت کا شائبہ رکھتا ہوتا تو پھر پوشیدہ رکھنا پردہ میں رکھنا مناسب تھا۔ (لیکن اللہ کی یہ شان ہے کہ) اس سے نہیں پوچھا جاسکتا جو وہ کرتا ہے (سورہ انبیاء کا حصہ ہے)
''کراز ہراۂ آنکہ از بیم تو کشاید زبان جذبہ تسلیم تو''	کس کو طاقت ہے یہ کہ تیرے خوف سے زبان کھولے تیرے تسلیم کرنے کے سوا (یعنی تیری اجازت کے سوا کوئی شخص بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا)۔

''علوم ومعارف دررنگ ابرنیساں میریزند کہ قوتِ مُدرِکہ ازتحملِ آن عاجز میشود''	علوم اور معارف موتی پیدا کرنے والی بارش کے رنگ میں برساتے ہیں کہ ادراک کرنے والی طاقت اسکے اٹھانے سے عاجز ہوتی ہے (یعنی قوت مدرکہ اپنے خزانہ میں محفوظ نہیں رکھ سکتی)۔
''قوت مدرکہ مجردتعبیراست و اِلاّ لا یحمل عطا یا الملک اِلّا مطایاہ''	قوت مدرکہ صرف بیان ہے اور اگر ایسا نہیں تو بادشاہ کے عطیات کوئی نہیں اُٹھا سکتا مگر اس کے اپنے اونٹ۔
''اوائل شوق آن بود کہ این علوم غریبہ رادرقید کتابت آمدن شودامّا توفیق نمی یافت وازین ممر دربار بود''	ابتدا میں یہ شوق تھا کہ اِن عجیب علوم کولکھائی کی قید میں لایا جائے لیکن توفیق نہیں پائی اور یہ راستہ بوجھل تھا (یعنی لکھنے کا کام بھاری تھا)۔
''آخرالامر تسلی فرمودند کہ مقصوداز افاضہ ایں علوم حصولِ ملکہ است نہ یادکردایں علوم چنانچہ طلبہءعلوم تحصیل علوم برائے آن میکنند کہ ملکہءمولویت بہم رسانند نہ آنکہ حفظ اصول صف ونحووغیرھا کنند''	آخر کار تسلی عطا فرمائی کہ ان علوم کے اضافہ سے مقصود ملکہ حاصل ہونا ہے ان علوم کو یادکرنا نہیں جیسا کہ عام طلباءعلوم اسلئے حاصل کرتے ہیں تاکہ مولویت کا ملکہ حاصل کرلیں نہ اسلئے کہ صرف ونحو وغیرھا کے قوانین یادکرلیں۔
''بعضے ازعلوم بعرض میرساند''	ان علوم میں بعض علوم (بندہ) عرض کرتا ہے۔
''قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ''	اللہ پاک بابرکت اور بلند نے فرمایا اسکی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے (شوریٰ کی آیت ہے پارہ ۲۵ میں اللہ تعالیٰ بے مثل ہے سمیع وبصیر ہے)۔
''اولِ کلام اثبات تنزیہ محض است کما ھوالظاھر و قولہ سبحانہ وھو السمیع البصیر متمم و مکمل للتنزیہ''	کلام کا ابتدائی حصہ (لیس کمثلہ شي) محض تنزیہ کو ثابت کرنا ہے جیسا کہ یہی ظاہر ہے (الفاظ اثبات تنزیہ پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مثلیت سے پاک ہے) اور اس پاک ذات کا قول وھوالسمیع البصیر تنزیہ کا پورا کرنے اور مکمل کرنے والا ہے (یعنی لیس کمثلہ شئي دعویٰ ہے اور السمیع البصیر اسکی دلیل ہے)۔
''بیانش آنست کہ چون ثبوتِ سمع و بصر مرعالَم را موہم ثبوت مماثلت است ولوفی الجملۃ نفی اللہ سبحانہ عنھم السمعَ والبصر لدفع ھذا الوھم''	اسکا بیان یہ ہے کہ چونکہ سمع اور بصر کا ثبوت جہان کے لیے اگرچہ فی الجملہ ہو مماثلت کے ثبوت کا وہم ڈالتا ہے تو اللہ سبحانہ نے ان سے سمع اور بصر کی نفی فرمائی اس وہم کو دور کرنے کے لئے (ھُوَ کے مقدم کرنے سے حصہ کا معنی پیدا ہوا نیز سمیع وبصیر صفت کے صیغ ہیں اسلئے غیر سے نفی ہوگئی)

''یعنی سمیع وبصیر اوست جل شانہ وسمع وبصر کہ در خلائق مخلوق است در رویت وسماع ہیچ مدخلے ندارد ہمچنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ خلق سمع وبصر میکند خلق سماع ورویت میکند بعد خلقِ آن دوصفت بطریق جری العادة من غیر تاثیر لصفاتهم و لوقلنا بالتاثیر فالتاثیر فیها ایضامخلوق''	(مزید وضاحت یوں ہے) یعنی سمیع اور بصیر وہ ذات جل شانہ ہے (اور کوئی نہیں) اور سننے اور دیکھنے کی جو طاقت مخلوق میں ہے وہ مخلوق ہے (لہذا خالق کے سمع وبصر کے ساتھ کوئی مماثلت نہ ہوئی) دیکھنے اور سننے میں کوئی مداخلت نہیں رکھتی (یعنی قوت سامعہ وباصرہ اللہ کی مخلوق ہے پھر دیکھنے اور سننے میں عملاً اس قوت کا کوئی تخل نہیں اللہ چاہے تو عمل کرے ورنہ نہیں) جس طرح کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کرتا ہے عملاً سننا اور دیکھنا بھی ان دوصفتوں کے پیدا کرنے کا بعد پیدا کرتا ہے ساتھ طریقے عادت جاری ہونے کے ان کی صفات کی تاثیر کے بغیر اور اگر تاثیر تسلیم کی جائے تو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے (کسی طرح بھی مماثلت لازم نہیں آتی)
''پس چنانکہ ذات ایشان جمادِ محض است صفات ایشان نیز جمادِ محض است دررنگِ آنکہ قادرے بمحض قدرت خویش درسنگ کلام خلق کندنمی توان گفت کہ فی الحقیقت سنگ متکلم است وصفتِ کلام دارد''	پس جسطرح کہ انکی ذاتیں محض جماد ہیں اس طرح انکی صفات بھی محض جماد ہیں اسکی مثال یوں ہے کہ قادرِ مطلق محض اپنی قدرت سے پتھر میں کلام پیدا کرتا ہے نہیں کہا جاسکتا کہ حقیقت میں پتھر کلام کرنے والا ہے اور کلام کی صفت رکھتا ہے (یعنی پتھر میں کلام کرنے کی صلاحیت اللہ نے نہیں رکھی مگر جب اللہ اس سے کلام کرانا چاہے تو اپنی طاقت سے کرا سکتا ہے جیسا کہ معجزات کے واقعات میں موجود ہے)۔
''ہمچنانکہ سنگ جماد است این صفت ہم دروے اگر فرضاً موجود باشد جماد است درظہورِ حرف وصوت ازدے ہیچ مدخلیتے ندارد جمیع صفات ازیں قبیل است۔	جیسا کہ پتھر جماد ہے یہ صفت بھی اگر فرض کریں کہ اس میں موجود ہے (یہ صفت) جماد ہے اس (پتھر) سے صفر اور آواز ظاہر ہونے میں (یہ صفت) کوئی مداخلت نہیں رکھتی (یعنی صرف اللہ کی قدرت سے پتھر گویا ہے) تمام صفات اسی قبیل سے ہیں (یعنی حیات کلام قدرت ارادہ علم وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی واجب ہیں اور مخلوق میں یہ تمام صفات مخلوق ہیں لھذا مماثلت کا کوئی شائبہ نہیں)۔
''غایة مافی الباب چون این دوصفت ظاہرتر بودند خصَّھما اللہ تعالیٰ بنفیھما و یکون لزوم تفی البواقی منه با لطریق الاولیٰ''	اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ دو صفتیں زیادہ ظاہر تھیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انکی نفی کی ہے اس سے باقی دیگر صفات کی نفی بطریق اولیٰ لازم ہوگئی۔ (سمع بصر کی طرح دوسری صفات حٰیوۃ

	وغیرہ اللہ کی ازلی صفات ہیں مخلوق سے منفی ہیں مخلوق میں اس نام کی صفات مخلوق ہیں مماثلت کا کوئی شائبہ نہیں)۔
''حق سبحانہ وتعالیٰ اول صفتِ علم خلق کرد بعد ازان توجہ او بمعلومی خلق کرد بعد ازان تعلق او بمعلومے خلق کرد بعد ازان معلوم را بروے منکشف ساخت پس انکشاف دروے خلق کرد بعد خلق صفت علم بجر دجری العادۃ''	حق سبحانہ وتعالیٰ نے پہلے صفتِ علم کو پیدا کیا اس کے بعد معلوم کی طرف اسکی توجہ پیدا کی اسکے بعد معلوم کے ساتھ اس علم کا تعلق پیدا کیا اسکے بعد معلوم کو اس پر منکشف کیا پس صفتِ علم پیدا کرنے کے بعد اس میں انکشاف پیدا کیا (یہ سب پیدا کرنا) اپنی (اللہ کی) عادتِ کریمہ کے مطابق ہے (یعنی اس طرح اللہ کی عادت جاری ہے کہ یوں پیدا فرماتا ہے)۔
''پس معلوم است کہ علم را در انکشاف چہ مداخلیتے باشد''	پس معلوم ہے (یعنی ثابت ہوا) کہ علم کو انکشاف میں کیا مداخلت ہے (یعنی کوئی مداخلت نہیں محض اللہ کے پیدا کرنے کی سی ہے)۔
''ہمچنیں اول صفتِ سمع کرد بعد ازان اصغاد توجہ بمسموع بعد ازاں سماع بعد ازاں ادراک بمسوع''	اسی طرح پہلے صفتِ سمع پیدا کی اسکے بعد سننے کے لئے کان لگنا مسموع کی طرف توجہ کرنا۔ اسکے بعد سننا بعد مسموع کا ادراک پیدا کیا۔
''ہمین طور اول خلق بصر کرد بعد ازان تقلیب حدقہ وتوجہ بمرئی بعد ازان رویت بعد ازان ادراکِ مرئیِ علیٰ ھذا القیاس''	اسی طور پر پہلے صفت بصر کو پیدا کیا اسکے بعد پتلی کا گھومانا اور مرئی کی توجہ اس کے بعد دیکھنا اسکے بعد مرئی کا ادراک اسی پر بقایا قیاس کریں۔
''سمیع و بصیر کسے است کہ مبدأ سماع و رویت او این دو صفت باشند واذالم یکن کذالک فلا سمیع ولا بصیرا''	سمیع اور بصیر وہ ہے کہ اس کے سماع اور رویت کا مبدأ یہ دو صفتیں ہوں (وہ ذات صفت صرف اللہ ہی ہے) اور جب ایسا نہیں تو کوئی سمیع اور بصیر نہیں (یعنی مخلوق میں ایسا کوئی نہیں)۔
''پس متحقق گشت کہ صفات ایشان در رنگِ ذوات جماد صرف اند''	پس ثابت ہوا کہ ان کی صفات ذوات کی طرح صرف جماد ہیں۔ (یعنی مخلوق کی ذوات جس طرح جماد ہیں صفات بھی جماد ہیں یعنی موثر نہیں بلکہ اللہ کی محتاج ہیں)
''فالمقصود من آخر الکلام نفیُ الصفات عنهم رأ سا لا أنّ لهم صفات و تلک الصفات ثابَة لله سبحانه لیکون جمعابین التنزیه و التشبیه بل تمام الأ یة الکریمة لاّ ثبات التنزیه و نفی	کلام کے آخری حصہ سے مقصود ان سے صفات کی بالکل نفی کرنا ہے ایسا نہیں کرے جگہ ان کیلیئے صفات ہیں اور یہ صفات اللہ سبحانہ کے لئے بھی ثابت ہیں (ایسا بالکل نہیں) تا کہ تنزیہ اور تشبیہ جمع ہوجائے (تنزیہ اور تشبیہ کا اجتماع محال ہے) بلکہ آیت کریمہ کا اختتامی حصہ تنزیہ ثابت کرنے

المماثلة رأستا"	اور بالکل مماثلت کی نفی کرنے کے لئے ہے (لہذا مخلوق میں صفات بھی مخلوق ہیں اللہ سبحانہ کی صفاتِ قدیمہ سے کوئی مشابہت ومماثلت نہیں)
"علم اول یعنی اثباتِ صفاتِ اینہا مرحق سبحانہ وتعالیٰ را و ذوات اینہا را جماد محض دانستن ودر رنگِ ناودان وکوزہ یافتن کہ آب از انجا ظاہر است از علوم مناسبۂ مقام ولایت است"	پہلا علم یعنی انکی (مخلوق کی) صفات کو خاص حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ثابت کرنے اور انکی ذوات کو محض جماد جاننا اور پرنالہ اور کوزہ کی طرح پانا کہ صرف پانی ظاہر ہونے کی جگہ ہے (یہ) ولایت کے مقام کے مناسب علوم سے ہے (یعنی یہ انکشاف مقام ولایت سے ہے) (ولایت۔شہادت۔صدیقیت کے مقامات کے علوم ومعارف علیحدہ علیحدہ ہیں اور یہ علم مقام ولایت سے تعلق رکھتا ہے۔ولایت میں سکر غالب اور صحو مغلوب۔شہادت میں صحو غالب اور سکر مغلوب اور صدیقیت کے مقام میں سکر بالکل نہیں)
"وعلم ثانی یعنی صفاتِ اینہا را نیز در رنگِ جماد یافتن وتمامی اوراميّت دانستن کہ اِنَّکَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ از علوم مناسبۂ مقام شہاءتست"	"اور دوسرا علم (یہ ہے) یعنی انکی (مخلوق کی) صفات کو بھی جماد کی طرح پانا (سمجھنا) اور ان سب کو میت جاننا (جیسا اللہ نے فرمایا) کہ بے شک تو مرنے والا ہے اور بے شک وہ مرنے والے ہیں (یہ علم) مقام شہادت کے مناسب علوم سے ہے۔
"از یجا ہم تفاوت ما درمیانِ مقامین مفہوم میشود القلیل یدل علی الکثیر و الجرعة تنبئی عن البحر الغدیر"	یہاں دو مقاموں کے درمیان کچھ فرق معلوم ہوتا ہے تھوڑا دلالت کرتا ہے زیادہ پر اور گھونٹ خبر دیتا ہے بڑے دریا سے (جہاں کوئی چیز کم موجود ہو وہاں زیادہ ہوسکتی ہے)۔
"سالے کہ نکوست از بہارش پیداست"	جو سال اچھا ہے اپنے موسم بہار سے پیدا ہے (بہار کے موسم سے پتہ چل جاتا ہے کہ سال کیسا ہوگا)
"وہمچنیں اربابِ این مقامِ عالی افعالِ مخلوقات را نیز کالمیت والجماد می یابند۔نہ آنکہ افعال انیہا را بحق سبحانہ بدہند و فاعلِ این افعال اورا سبحانہ دانند تعالیٰ الله سبحانه عن ذالک علوا کبیرا"	اور ایسے ہی اس بلند مقام والے (بزرگ) مخلوقات کے افعال کو بھی مردہ اور جماد کی طرح پاتے ہیں (مشاہدہ کرتے ہیں) ایسا نہیں کہ انکے افعال کو حق سبحانہ کی طرف منسوب کریں اور ان افعال کا فاعل اس حق پاک کو جانیں اللہ پاک اس سے بلند ہے بہت ہی بلند ہے۔

''دررنگِ آنست کہ شخصے سنگے را جنباند وحرکت دہد نمیتوان گفت کہ آن شخص متحرک است بلکہ موجد حرکتست درسنگ و سنگ متحرک است مع ذالک ہمچنانکہ سنگ جماد محض است حرکت او نیز جماد صرف است''	اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص پتھر کو ہلاتا ہے اور حرکت دیتا ہے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ شخص خود حرکت کررہا ہے بلکہ پتھر میں حرکت کا موجد ہے اور پتھر متحرک ہے اس کے باوجود جس طرح پتھر محض جماد ہے اسکی حرکت بھی صرف جماد ہے (یعنی دوسرے کی محتاج ہے)
''اگر بالفرض بآن حرکت شخصے ہلاک شد نمیگویند کہ سنگ کُشت بلکہ میگویند کہ آن شخص کُشت''	اگر بالفرض اس حرکت سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو نہیں کہتے کہ پتھر نے مارا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے مارا ہے۔
''وقولِ علماءِ شریعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم موافقِ این علم است ۔ میفرمایند کہ باوجود صدورِ افعال ولو بالارادۃ والاختیار ازمخلوقات مفعولِ آنہا مصنوعِ حق است سبحانہ وفعل اینہارا درمصنوعیت او ہیچ مدخلے نیست''	اور شریعت کے علماء اللہ تعالیٰ انکی کوشش جو قبول کرے کا قول اس علم کے موافق ہے فرماتے ہیں کہ اگرچہ ارادہ واختیار سے ہو افعال کا مخلوقات سے صادر ہونے کے باوجود انکا مفعول حق سبحانہ کا مصنوع ہے اور انکے فعل کو اسکی مصنوعیت میں کوئی دخل نہیں (یعنی اللہ کی مصنوعیت میں مخلوق کے فعل کی کوئی مداخلت نہیں)
''افعالِ ایشان حرکاتِ چنداست من غیران یکون لھا تاثیر فی مجعولیۃ المعمول''	ان کے افعال چند حرکتیں ہیں بغیر اسکے کہ مجعولیتِ معمول میں انکی کوئی تاثیر ہو (یعنی بندے فعل صرف عمل ہے مفعول کیلئے محض سبب ہے موثر نہیں ہے موثر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور یہی اشاعرہ کا مذہب ہے بخلاف معتزلہ کے بندہ کی قدرت کو موثر سمجھتے ہیں)۔
''اگر گویند کہ برین تقدیر افعال را مناطِ ثواب وعقاب ساختن غیر معقول است دررنگِ آنست کہ سنگے را بامرے مکلّف سازند وبرفعل او مدح وذم مترتب سازند''	اگر کہیں (اعتراض کریں) کہ اس تقدیر پر افعال کو ثواب اور عذاب کا مدار بنانا عقل کے خلاف ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کسی پتھر کو کسی کام مکلّف کریں اور اسکے فعل پر مدح اور زم مترتب کریں۔
''گوییم کہ فرق است درمیان سنگ ومکلفین چہ مناطِ تکلیف قدرت وارادت است ودرسنگ ارادت نیست''	ہم (جواب میں) کہیں گے کہ پتھر اور مکلّف مخلوق میں فرق ہے اسلئے دارومدار تکلیف کا قدرت اور ارادہ ہے اور پتھر میں ارادہ نہیں ہے (اس میں ارادہ ہی نہیں کیا گیا)۔
''لیکن چون ارادت اینہا نیز مخلوق حقست سبحانہ من غیر تاثیرلہ فی حصول المراد آن ارادت نیز کالمیت است ہمیں کارکرد کہ مراد بعد ازتحققِ آن مخلوق میشود بطریق جری العادۃ''	لیکن چونکہ ان کا ارادہ بھی حق سبحانہ کی مخلوق ہے مراد کے حصول میں موثر ہونے کے بغیر (لہذا) وہ ارادہ بھی مردہ کی مانند ہے (ہاں اس ارادہ نے) یہی کام کیا کہ مراد (ارادہ) کے پائے جانے کے بعد عادت کے مطابق مخلوق ہوتی ہے۔ (یعنی بندہ کے ارادہ کے بعد اسکے عمل سے اللہ تعالیٰ معمول کو پیدا کردیتا ہے یہ اسکی عادت ہے)۔

''واگر قدرت مخلوق را موثر فی الجملہ ہم گفتہ شود چنانکہ علماء ماوراءالنہر شکر اللہ تعالیٰ سعیھم گفتہ اند آن تاثیر ہم دروے خلق کردہ اند چنانکہ قدرت را آفریدہ اند''	اور اگر مخلوق کی طاقت کو کچھ قدر موثر کیا جائے جیسا کہ ماوراء النہر کے علماء شکر اللہ نے فرمایا ہے تو وہ تاثیر بھی طاقت میں اللہ نے پیدا کی ہے جس طرح کہ طاقت کو پیدا کیا ہے۔
"ففی تاثیر ہ لا اختیا ر لہ اصلاً فیکون تاثیرہ ایضا کا لجماد"	پس اسکی تاثیر میں اسکا (اپنا) کوئی اختیار نہیں پس اسکی تاثیر بھی جماد کی طرح ہوئی۔ (تاثیر بھی جماد ہی متصور ہوگی)۔
''مثلاً شخصے سنگے را دید کہ از بالا بپایان آمد بتحریک محرّک وحیوانے را ہلاک ساخت آن شخص ہمچنانکہ آن سنگ را جماد میداند فعل اورا کہ حرکت است نیز جماد میداند''	مثال کے طور پر کسی شخص نے ایک پتھر کو دیکھا کہ اوپر سے نیچے آیا کسی حرکت دینے والی حرکت سے اور ایک حیوان کو ہلاک کر دیا وہ شخص جس طرح اس پتھر کو جماد جانتا ہے اس کے فعل یعنی حرکت کو بھی جماد ہی جانتا ہے (یعنی کسی شخص نے ایک پتھر کو اپنی جگہ سے کھسکایا تو پتھر گر پڑا اسکے گرنے سے ایک جاندار چیز کو ٹھوکر لگی اور وہ ہلاک ہوگیا۔ پتھر گرانے والا پتھر کو جامد اور اسکی حرکت کو بھی جامد ہی سمجھتا ہے جو ایک حقیقت ہے)۔
''واثرِ مرتب را برآن فعل کہ اہلاک است نیز جماد میداند''	اور اس فعل پر مترتب ہونے والے اثر کو بھی جماد جانتا ہے کہ وہ اثر ہلاک کرنا ہے۔
"فالذوات و الصفات و الا فعال کلھا جمادات محضة و اموات صِرفة فھو الحی القیوم وھو السمیع البصیر وھو العلیم الخبیر وھو الفعال لما یرید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل اَن تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثله مددا"	پس مخلوق کی ذاتیں اور صفتیں اور افعال تمام محض جمادات اور صرف مردہ ہیں پس (ثابت ہوا) کہ وہی (اللہ) ہمیشہ زندہ رہنے والا ہمیشہ قائم ہے اور وہی سننے دیکھنے والا ہے اور وہی علیم وخبیر ہے اور وہی جو ارادہ کرنے والا ہے آپ ارادہ فرمالیجئے اگر سمندر میرے رب کے کلمات (لکھنے) کیلئے سیاہی بن جائیں تو ضرور سمندر ختم ہو جائیگا اس سے پہلے کہ میرے رب کا کلمات ختم ہوں اگر چہ ہم اسکی مثل اور سمندر امداد کے لئے لائیں (سورۂ کہف کے آخر میں واقع آیت سے اقتباس ہے)۔
''گستاخی بسیار نمود وجرأتِ بیحد واقع شد''	بہت گستاخی ہوئی اور بے حد دلیری واقع ہوئی (خط کی لمبائی اور علوم کے بیان کو گستاخی اور جرأت سے تعبیر فرمایا)۔
''چہ توان کرد جمالِ سخنے کہ از جمیل مطلق است برآن داشت کہ ہر چند سخن دراز کند زیبا آید وہر چہ از وگوید زعنا نماید باوجود خود را ہیچ مناسبت نمی یابد کہ از ان جناب سخن کند ویا نامِ اوبرزبان آرد''	کیا کیا جاسکتا ہے جمیل مطلق (حق تعالیٰ) کی طرف سے جو اچھی بات کہی جائے اس نے اس پر آمادہ کر دیا کہ جتنی بات لمبی کرے اچھی لگتی ہے اور اس کی طرف سے جو کہے عمدہ نظر آتا ہے اسکے باوجود کہ اپنے آپکو اس لائق نہیں پاتا کہ آن جناب سے بات کرے یا اسکا نام زبان پر لائے۔

''ہزار بار بشتم دہن بمشک وگلاب ہنوز نامِ تو گفتن مرانمی شاید''	ہزار بار میں نے منہ عطر وگلاب سے دھویا۔ ابھی تک تیرا نام کہنے کے قابل نہیں ہوا۔
''بندہ باید کہ حد خود داند''	بندہ کو اپنی حد جاننا چاہیے۔
''امیدوار توجہ وعنایت است ۔ از خرابی خود چہ عرض نماید و ہر چہ در خودمی یابد از عنایاتِ مبدأ آن توجہ عالی است وا لّا ۔	(بندہ) توجہ اور عنایت کا امیدوار ہے اپنی خرابی کے سلسلہ میں کیا عرض کرے اور جو کچھ اپنے اندر (خوبیان) پاتا ہے اس بلند توجہ کے مبدأ کی عنایات سے ہے اور اگر نہیں (یعنی اگر جناب کی توجہ نہ ہوتی تو جواب اگلا مصرع ہے)
''من ہمان احمدِ پارینہ کہ ہستم ہستم''	میں وہی پرانا احمد ہوں جو پہلے تھا۔
''میاں شاہ حسین طریق توحید دارد و دران محفوظ است بخاطر می آید کہ از انجا برآوردہ شود تا ۔ بحیرت رسد کہ مقصود است''	میاں شاہ حسین وحدۃ الوجود کا راستہ رکھتا ہے اور اس میں محظوظ (حصہ دار ہے) دل میں آتا ہے کہ اس مقام سے اوپر لایا جائے تا کہ مقام حیرت تک پہنچے جو کہ اصل مقصود ہے۔
''محمد صادق از خوردی خود را ضبط نمیتو اند کرد۔ اگر درسفرے ہمراہ میشود ترقیات بسیار میکند در سیرِ دامنِ کوہ ہمراہ بود ترقی بسیار نمود و در مقامِ حیرت غوط خوردہ است در حیرت بافقیر مناسبت تمام دارد''	محمد صادق (مجدد صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں) چھوٹا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ضبط نہیں کر سکتا اگر کسی سفر میں ساتھ ہوتا ہے تو بہت ترقیاں کرتا ہے۔ دامنِ کوہ کی سیر میں ساتھ تھا بہت ترقی کی ہے اور مقام حیرت میں غوطہ کھایا ہے مقام حیرت میں فقیر (مجدد صاحب) کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔
''وشیخ نور نیز دریں مقام است خیلے ترقی کردہ است ۔ واز خویشانِ ایں فقیر جوانے است حالش بسیار بلند است بتجلیات برقیہ نزدیکست ومستعد است''	اور شیخ نور بھی اسی مقام میں ہے خوب ترقی کی ہے اور اس فقیر (مجدد صاحب) کے قریبوں میں ایک جوان ہے اسکا بہت بلند ہے تجلیات برقیہ کے قریب ہے اور (آگے بڑھنے کیلئے) تیار ہے سعادت مند ہے۔

☆۔ مبلغ اسلام ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب کے والد گرامی پچھلے دنوں وصال فرما گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مرحوم بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے، نیک پارسا تھے۔

☆۔ حضرت علامہ شبیر احمد قادری صاحب (سیالکوٹ) کے والد محترم چند دن پہلے خالق حقیقی سے جا ملے، مرحوم نہایت عابد وزاہد تھے، خوف خدا رکھنے والے تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ادارہ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب اور علامہ شبیر صاحب کے شریک غم ہے۔

سنت مصطفیٰ اور جدید سائنس

علامہ مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ کھجور کے فوائد اور تحقیق:

حدیث شریف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کھجور نہ ہو، وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ (ابن ماجہ جلد دوم، باب التمر، حدیث نمبر 1116)

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پرانی کھجوریں لائی گئیں، آپ ان میں سے عمدہ چھانٹ کر کھاتے تھے۔

حدیث شریف: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تربوز کے ساتھ تر کھجوریں کھاتے تھے۔

☆ جدید تحقیق:

1...... کھجور کا کھانا قوت کا باعث ہے۔

2...... کھجور جگر کو طاقت دیتی ہے۔

3...... ویدک طب میں یہ منہ کی خشکی دور کرنے میں اکسیر ہے۔

4...... کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں میں ملی جائے تو منہ کی تعفن کو دور کرتی ہے، دانتوں سے میل اتارتی ہے، جہاں سے بھی خون بہتا ہے اس کی راکھ لگانے سے بند ہو جاتا ہے، زخموں کو صاف کر دیتی ہے۔

5...... بھارتی ادارے طب نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا ہے، اس کو دودھ میں پلا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔

☆ مچھلی کی غذائیت اور جدید تحقیق:

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے دریا پھینک دے یا پانی خشک ہونے کی وجہ مچھلی مر جائے تو اسے کھالو اور جو پانی میں خود مر جائے اور تیر کر اوپر آ جائے، اسے نہ کھاؤ۔

☆ مچھلی کے فوائد اور جدید تحقیق:

مچھلی کی قسمیں بے شمار ہیں۔ان میں سے بہترین وہ ہیں جن کا ذائقہ اچھا لگے،مقدار زیادہ نہ ہو،اس کی جلد موٹی نہ ہو،گوشت نہ تو زیادہ چکنا ہو اور نہ باسی ہو۔اچھی مچھلی وہ ہے جو صاف اور چلتے ہوئے پانی میں ہو،اس کی خوراک آبی نباتات پر مشتمل ہو،جس دریا سے مچھلی پکڑی جائے وہ ایسا ہو کہ اس میں پتھر اور ریت ہوں،اس دریا کے پانی پر کھلی دھوپ پڑتی ہو،اس کا پانی رواں ہو یا اس میں موجیں اٹھتی رہتی ہوں۔

سمندری مچھلی میں عمدہ غذائیت ہوتی ہے،اس کے تاثیر سرد لیکن زودِ ہضم،بلغم پیدا کرتی ہے۔گرم مزاجوں کی اصلاح کرتی ہے،نمکین پانی کی مچھلیاں اپنے تاثرات میں فضیلت رکھتی ہیں۔اس کے علاوہ مچھلی کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1......مچھلی جسم کو فربہ کرتی ہے،مقوی ہے اور دودھ بڑھاتی ہے۔

2......سل،دق،خشک کھانسی اور ضعف گردن میں مفید ہے۔

3......مچھلی کھانے یا اس کا شوربا پینے سے کئی زہریلے جانوروں کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

4......اس کے کھانے کے بعد پیاس بہت لگتی ہے،اس کو رفع کرنے کے لئے سرکہ کی سکنجبین یا تھوڑی سی سونٹھ کا استعمال بہت مفید ہے۔

5......جس مچھلی میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوں،اس میں غذائیت کم اور مضرت زیادہ ہوتی ہے۔

6......خالی مچھلی جلدی ہضم ہوتی ہے،روٹی ساتھ ہو تو دیر لگ جاتی ہے۔مچھلی کے کباب اگر کوئلوں پر سینک کر بنائے جائیں تو بہت مفید ہیں۔

7......جس مچھلی کو بیسن لگا کر تلا گیا ہو،اس کو اگلے دن کھانے سے اس کی غذائیت خراب اور وہ پیٹ کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

8......چشموں کی مچھلی امراض چشم میں بہت مفید ہے،اس کو مسلسل کھانے سے بال سیاہ ہو سکتے ہیں۔

علماء اور مشائخ فرماتے ہیں کہ مچھلی کے بعد دودھ نہیں پینا چاہئے حالانکہ ڈاکٹر اور سائنسی ماہرین اس کی اجازت دیتے ہیں مگر احتیاطاً مچھلی کے بعد دودھ پینے سے بچا جائے۔ہمارے قطب مدینہ شیخ عرب و عجم حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمہ مچھلی کے بعد دودھ پینے سے منع فرماتے تھے۔الغرض کہ مچھلی جنت کی غذا ہے،اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

☆ بادام کے فوائد:

1......تمام بادام کولیسٹرول سے پاک ہوتے ہیں۔

2......کڑوے بادام یا ایرانی بادام "کینسر" کی روک تھام کی خصوصیت رکھتے ہیں۔

3......خشک خوبانی کے بادام کھانے سے زخم بھر جاتے ہیں۔

4......بادام میں کیلشم ہوتا ہے جو کہ ہڈیوں کے لئے ضروری ہے۔

5......بادام کھانے سے تیزابیت دور ہوتی ہے اور امراضِ قلب کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

6......بادام اجابت صاف لاتا ہے اور قبض دور کرتا ہے۔

7......بادام کھانے سے موٹاپے کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔

8......بادام کے تیل کی پابندی سے مالش جلد کی خشکی، کیلوں، جھریوں، اور مسوں کی روک تھام کرتی ہے۔

9......بادام آنکھوں کی بینائی کے لئے مفید ہے۔

10......انجیر اور بادام ملا کر کھانے سے پیٹ کی اکثر بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

11......روزانہ رات کو 7 بادام اور 21 کشمش پانی میں بھگو دیجئے۔ یہ دونوں صبح دودھ کے ساتھ اور اچھی طرح چبا کر کھا لیجئے۔ ان شاءاللہ دردسر دور ہوگا، قوتِ حافظہ کے لئے مفید ہے۔

☆ پستے کے فوائد:

پستہ دل و دماغ کو قوت بخشتا ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے اور گردے کی کمزوری کو دور کرتا ہے، ذہن اور حافظہ مضبوط کرتا ہے، کھانسی کے علاج کے لئے مفید ہے۔

☆ کاجو کے فوائد:

کاجو جسم کو غذائیت اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ نہار منہ شہد کے ساتھ کاجو کھانا بھولنے کی بیماری دور کرتا ہے۔
ایک کوڑھی
(سفید داغ کا مریض) صرف کاجو کھانے سے صحت یاب ہوگا۔

☆ چلغوزے کے فوائد:

چلغوزہ بلغم کو دور کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے، دل اور پٹھوں کو قوت بخشتا ہے، چھلے ہوئے چلغوزے کا شیرہ بنا کر تھوڑا سا شہد شامل کر کے چاٹنا بلغمی کھانسی کے لئے مفید ہے۔

☆ مونگ پھلی کے فوائد:

مونگ پھلی کے بیجوں میں بہت غذائیت ہوتی ہے۔ مونگ پھلی اپنے فوائد میں کاجو اور اخروٹ سے کم نہیں ہے۔ مونگ پھلی کا تیل روغن زیتون کا عمدہ بدل ہے۔

علماء سلف کی عبادتیں

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ مجددی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم چند علماء سلف وفقہاء ومحدثین کرام کی عبادتوں کے مختصر حالات تحریر کرتے ہیں جو بلاشبہ آجکل کے مسلمانوں خصوصاً علماء کرام کے لئے بہت زیادہ عبرت خیز اور نصیحت آموز ہیں ان کو بغور پڑھئے اور اپنے اندران بزرگوں کے جذبات عبادت سے ایمانی لہر پیدا کیجئے۔

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ہی کثیر العبادات تھے۔ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ رات بھر عبادت میں مصروف رہتے۔ رات بھر قیام اللیل کی وجہ سے لوگ آپ کو ''کھونٹی'' کہا کرتے تھے۔ رات کو خوف الٰہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ کے حال پر رحم آنے لگتا تھا جیل خانے کی جس کوٹھری میں آپ کا وصال ہوا آپ نے سات ہزار ختم قرآن مجید پڑھا تھا۔ رمضان شریف میں آپ اکسٹھ ختم قرآن مجید پڑھا کرتے تھے، تیس ختم دن میں تیس ختم رات میں اور ایک ختم تراویح میں۔ آپ کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنا کر قاضی القضاۃ نے ہزاروں کے مجمع میں بھرائی ہوئی آواز سے چلا چلا کر یہ اعلان فرمایا کہ اے ابوحنیفہ! آپ پر خداوند کریم رحم فرمائے آپ نے تیس سال تک مسلسل روزہ رکھا اور چالیس برس تک رات میں بستر سے پیٹھ نہیں لگائی۔ نماز جنازہ میں اتنا بڑا ہجوم تھا کہ پانچ مرتبہ جنازہ ہوئی اور سب سے آخر میں آپ کے صاحبزادے حماد بن ابوحنیفہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۸۰ھ میں آپ کی ولادت کوفہ میں ہوئی اور ۱۵۰ھ میں وفات پائی اور بغداد کے قبرستان ''خیزران'' میں مدفون ہوئے۔

آپ کے مفصل احوال کا مطالعہ کرنا ہو تو امام ابوجعفر طحاوی کی کتاب عقود الدرر والعیان فی مناقب النعمان اور موفق بن احمد کی کتاب مناقب امام الامام الاعظم اور عبدالقادر قرشی کی کتاب البستان فی مناقب النعمان اور جلال الدین سیوطی کی کتاب تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اور ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی کی کتاب عقود الجمان فی مناقب النعمان اور ابن کاس کی کتاب تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان وغیرہ پڑھئے۔

۲۔ قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف: شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما عہدہ قضا اور علمی مشاغل کے باوجود عبادت وریاضت میں بھی بہت بلند مقام رکھتے تھے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہونے کی مدت میں باوجود انتہائی مصروفیات کے روزانہ دوسو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے آپ ۱۱۳ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور ۱۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ خود خلیفہ ہارون رشید نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بغداد میں مقابر قریش کے اندر زبیدہ کی قبر کے پاس آپ مدفون ہوئے۔ (عمدۃ الرعایہ وشذرات الذہب لابن عماد)

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بہت بڑے عابد وزاہد تھے آپ کو دس لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں آپ اکثر سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر یا کبھی سرکہ سے کھالیا کرتے تھے۔ ساری رات شب بیداری اور گریہ وزاری

کرتے اور روزانہ بلاناغہ تین سو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے پانچ حج کئے تین پیدل چل کر اور دو حج سواری پر مگر کسی حج میں بھی اپنی ذات پر بیس درہم سے زیادہ خرچ نہیں کیا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے خلق قرآن کے فتنہ میں آپ کو گرفتار کیا اور اٹھائیس ماہ آپ کو جیل خانے میں رکھ کر کوڑے لگواتا رہا خلیفہ معتصم باللہ کے بعد واثق باللہ خلیفہ ہوا تو اس دور میں بھی کوڑوں کی مار اور جیل کی سختیاں جاری رہیں یہاں تک کہ متوکل باللہ جب خلیفہ ہوا تو فرقہ معتزلہ کا زور ٹوٹ گیا اور آپ جیل خانہ سے رہا ہوئے۔ ۱۶۴ھ میں شہر بغداد کے اندر آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۴۱ھ میں عمر ستتر (۷۷) سال بغداد میں آپ کی وفات ہوئی۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں دس لاکھ آدمیوں کا مجمع ہوا اور آپ کی نماز جنازہ اور دفن سے متاثر ہو کر بیس ہزار یہودی و نصرانی و مجوسی مسلمان ہو گئے۔ آپ کی وفات کے دو سو تیس برس کے بعد آپ کی قبر کے پہلو میں جب ابوجعفر بن ابوموسیٰ کے لئے قبر کھودی گئی تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ دو سو تیس برس گزر جانے کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کفن صحیح و سالم اور آپ کا بدن بالکل تر و تازہ تھا۔ (کمال۔ طبقات شعرانی)

۴۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابراہیم تیمی علیہ الرحمۃ کا زمانہ تابعین کے بڑے علماء میں شمار ہے آپ کی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوتی تھی اور آپ کا مقولہ تھا کہ تم جب کسی شخص کو دیکھ لو کہ وہ تکبیر اولیٰ پانے میں سستی کرتا ہے تو تم اس سے ناامید ہو جاؤ اور اس کی صلاح و فلاح سے ہاتھ دھو لو۔ حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کوفہ کے گورنر نے بہت سے نیک و صالح علماء کو جیل میں بلاقصور بند کر رکھا تھا جن میں ایک حضرت ابراہیم تیمی بھی تھے۔ قید و بند کی سختیاں زیادہ دنوں تک آپ برداشت نہ کر سکے، چند ہی دنوں میں بیمار ہو کر ۹۲ھ میں جیل خانے کے اندر ہی آپ وفات پا گئے۔ جس رات آپ کا انتقال ہوا حجاج بن یوسف ظالم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اے حجاج اٹھ دیکھ تیرے قیدیوں میں سے آج ایک جنتی کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے صبح کو قیدیوں کا حال پوچھا تو پتہ چلا کہ اس رات میں حضرت ابراہیم تیمی کا انتقال ہو گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ طبقات شعرانی)

۵۔ حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابوالعالیہ علیہ الرحمۃ بہت ہی جلیل القدر محدث تھے آپ کے شاگردوں میں سینکڑوں بڑے بڑے محدثین ہوئے ہیں۔ علم کے کمال کے ساتھ زہد و تقویٰ اور عبادت میں بھی ممتاز و مشہور تھے سفر اور وطن میں بھی کبھی آپ کی نماز تہجد فوت نہیں ہوئی۔ آپ کا قول ہے کہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ عالم و حافظ ہو کر رات بھر سوتا رہے اور نماز تہجد میں قرآن مجید نہ پڑھے۔ ۹۰ھ میں اس پیکر علم و عمل کا وصال ہوا۔ (کمال و طبقات شعرانی)

۶۔ حضرت اسود بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت اسود بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم نخعی کے ماموں ہیں جو حضرت امام ابوحنیفہ کے دادا استاد ہیں۔ حضرت اسود بن یزید حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد اور صاحب فتویٰ تھے۔ علمی مشاغل کے باوجود روزانہ سات سو رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ روزہ و عبادت کی کثرت اور شب بیداری کی مشقتوں کی وجہ سے ان کے بدن کا رنگ پہلے زرد پھر سبز ہو گیا تھا، روتے روتے آپ کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ کوفہ ان کا وطن تھا اور کوفہ کے عوام و خواص آپ کو ''اسود جنتی'' کہہ کر پکارا کرتے تھے ۷۵ھ میں آپ کا وصال ہوا اور کوفہ ہی میں آپ کی قبر بنی۔ (عمدۃ القاری و طبقات و تہذیب التہذیب)

۷۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن مدنی علیہ الرحمۃ خاندان قریش کے علماء میں بہت جیدو ممتاز ہیں اور مدینہ منورہ کے ساتھ فقیہوں میں آپ کا شمار ہے۔علم وفضل کے ساتھ کثرت عبادت میں اپنے دور کے ''امام العابدین'' کہلاتے تھے۔ یہ نفل نمازوں میں بہت ہی طویل سجدے کرتے تھے دیر تک ہتھیلی زمین پر رکھنے سے ان کی ہتھیلی گرم ہوجاتی تھی اس لئے یہ دو طشتوں میں پانی بھر کر رکھ لیتے تھے اور بوقت سجدہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دونوں طشتوں میں رکھ کر سجدہ کرتے تھے۔آپ کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔(تہذیب التہذیب)

۸۔ حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ: حضرت امام اعمش علیہ الرحمۃ کا نام سلیمان بن مہران ہے،کوفہ میں مستقل قیام فرمالیا تھا ۶۰ھ میں ایران کے اندر پیدا ہوئے حدیث میں آپ کے استادوں اور شاگردوں کا شمار دشوار ہے۔ یہ ہر وقت باوضو رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں بلا وضو میری موت نہ ہو جائے۔آپ کی کرامتوں میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ ستر برس تک نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی،مزاج میں تواضع وانکسار بھی حد سے زیادہ تھا۔فرمایا کرتے تھے کہ میں مرجاؤں تو کسی کو میری موت کی خبر نہ دینا بس چپکے سے مجھے قبر میں دفن کر دینا میں اس قابل نہیں ہوں کہ دیندار مسلمان میرے جنازے کو کندھے پر اٹھا کر چلیں۔ربیع الاول ۱۴۸ھ میں بعمر اٹھاسی سال وفات پائی۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)(طبقات شعرانی وکمال وتہذیب التہذیب)

۹۔ حضرت ابوبکر بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابوبکر بن محمد انصاری علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ بہت ہی کثیر الحدیث محدث ہیں،علم وفضل وتقویٰ ودیانت میں یکتائے روز ہونے کے ساتھ ساتھ شب بیداری وکثرت عبادت میں بھی اپنے دور کے ممتاز عابدوں میں ہیں۔عطاف بن خالد کا بیان ہے کہ ابوبکر بن محمد انصاری نے چالیس برس تک رات میں بستر سے پیٹھ نہیں لگائی تمام رات نوافل پڑھتے اور اتنا طویل سجدہ کرتے تھے کہ ان کی پیشانی اور ناک پر بہت نمایاں سجدوں کا نشان پڑ گیا تھا۔عمر بن عبداللہ تمیمی کا قول ہے کہ ۱۱۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ہیثم بن عدی نے کہا کہ ۱۱۷ھ میں ان کا وصال ہوا اور واقدی وغیرہ نے ان کا سنہ وفات ۱۲۰ھ تحریر کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تہذیب التہذیب)

۱۰۔ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابن جریج علیہ الرحمۃ کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز ہے۔ بہت ہی بلند پایہ حافظ حدیث تھے۔محدثین میں سب سے پہلے علم حدیث کی کتابیں تصنیف فرمانے والے یہی ابن جریج ہی ہیں۔مکہ مکرمہ میں یہ اپنے دور کے سب سے بڑے عبادت گزار اور زاہد شب زندہ دار تھے ہر ماہ میں صرف تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے باقی سال بھر روزانہ روزہ دار ہی رہتے تھے۔۱۴۹ھ یا ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔عبدالرزاق محدث علانیہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ابن جریج سے بڑھ کر بہترین نماز پڑھنے والا کسی نمازی کو نہیں دیکھا۔(تہذیب التہذیب وغیرہ)

۱۱۔ حضرت ابوبکر بن عیاش کوفی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابوبکر عیاش کوفی علیہ الرحمۃ بہت ہی بلند مرتبہ محدث ہیں اور کوفہ کے محدثوں اور قاریوں میں ان کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ان کے تقویٰ ودیانت کا یہ حال ہے کہ زندگی بھر کوئی بیہودہ لفظ ان کی زبان پر نہیں آیا اور تمام عمر میں کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوئے اور عبادت کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ تیس برس تک مسلسل روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت

کرتے رہے اور ستر برس تک متواتر ساری رات بیدار رہ کر نوافل پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ یہ بہت بڑے صاحب کرامت بھی تھے ایک مرتبہ زمزم شریف کے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو ڈول بھر دودھ نکالا اور ایک مرتبہ زمزم شریف کے کنوئیں میں ڈول بھر شہد نکالا۔ یہ ہارون رشید خلیفہ بغداد کو علانیہ نصیحت فرماتے تھے۔۱۹۳ھ میں نوے برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

انتقال کے وقت ان کی صاحبزادی رونے لگیں تو آپ نے فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! تم کیوں روتی ہو؟ کیا تم ڈرتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا، اے نورِ نظر! تمہیں کیا خبر؟ میں نے اپنے مکان کے صرف اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔(تہذیب التہذیب ونووی)

۱۲۔حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالملک رقاشی ہے، یہ بصرہ کے اصلی باشندہ ہیں۔مگر بعد میں بغداد کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ یہ بڑے پایہ کے محدث ہیں، محمد بن جریر طبری نے تو یہاں تک کہا کہ میں نے ان سے بڑھ کر حدیث کا حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔علمی کمالات کے ساتھ عبادت کی منزل میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔روزانہ بلا ناغہ چار سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے ان کا سنہ ولادت ۱۹۰ھ اور وفات کا سال ۲۷۶ھ ہے۔(تذکرۃ الحفاظ وغیرہ)

۱۳۔حضرت بلال بن سعد بن تمیم اشعری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت بلال بن سعد بن تمیم اشعری رحمتہ اللہ علیہ دمشق کے باشندہ تھے ابن سعد نے ان کو بزرگ تابعی اور ثقہ محدث تحریر کیا ہے اور محدث ابن زرعہ نے فرمایا کہ یہ بہترین واعظ بھی تھے اور صلاح وتقویٰ اور عبادت میں شام کے اندر ان کا وہی مرتبہ ہے جو بصرہ میں خواجہ حسن بصریٰ علیہ الرحمۃ کا ہے اور امام اوزاعی محدث شام نے تو ان کے بارے میں یہاں تک فرمادیا کہ بلال بن سعد کا عبادت میں وہ مرتبہ ہے کہ اس امت میں کسی کے بارے میں اتنی کثیر عبادت کا حال سننے میں نہیں آیا ہے یہ دوسری طرح طرح کی عبادتوں کے علاوہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے ان کا سنہ وفات تقریباً ۱۲۰ھ ہے(تہذیب التہذیب)

۱۴۔حضرت بشر بن منصور سلمی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت بشر بن منصور سلمی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن بصرہ ہے۔ابن حبان نے ان کو بصرہ کا ثقہ محدث اور بصرہ کا سب سے نیک وصالح عالم اور سب سے بڑا عبادت گزار عابد بتایا ہے۔ یہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور تیسرے دن قرآن مجید کا ایک ختم پورا کرتے تھے۔آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے مگر پھر بھی ان کی عبادتوں میں کوئی فرق نہیں پڑا۔۱۸۰ھ میں دنیا سے رحلت فرمائی۔حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی وفضیل بن عیاض وبشر حافی جیسے باخدا وعابد وزاہد محدثین نے ان سے سبق پڑھا ہے اور سب کی انہوں نے تربیت فرمائی ہے۔(تہذیب التہذیب)

۱۵۔حضرت بشر بن المفضل رحمۃ اللہ علیہ: حضرت بشر بن المفضل رقاشی بصرہ کے ان علمائے حدیث میں سے ہیں جو حدیث وفقہ اور تقویٰ وعبادت میں اپنے دور کے ممتاز علماء ربانیین میں سے ہوئے۔ یہ روزانہ بلا ناغہ چار سو رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور عمر بھر صوم داؤدی کے پابند رہے، یعنی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔۱۸۷ھ میں ان کا وصال ہوا۔حضرت امام احمد بن حنبل وامام اسحاق وغیرہ اماموں نے ان سے سبق پڑھا ہے۔(تہذیب التہذیب)

۱۶۔حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بزرگ ترین تابعین میں سے

ہیں، چالیس برس تک حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہے۔ آپ پر خوف الٰہی کا بڑا غلبہ تھا، چنانچہ آپ کے سامنے جب کبھی بھی جہنم کا تذکرہ کر دیا جاتا تو آپ پر ایسا اضطراب ہوتا کہ تڑپنے لگتے اور بدن پر اتنا شدید لرزہ طاری ہو جاتا کہ کسی نہ کسی عضو کا جوڑ الگ ہو جاتا۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ پچاس برس تک آپ کی نماز تہجد فوت نہیں ہوئی رات بھر نفل نماز پڑھتے اور صبح کو رو رو کر یہ دعا مانگتے تھے کہ ''اے اللہ! اگر تو اپنے کسی بندے کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھ کو ضرور یہ توفیق عطا فرمانا کہ میں اپنی قبر میں بھی نماز پڑھتا رہوں'' چنانچہ آپ کی دعاء مقبول ہوگئی اور آپ کی یہ کرامت تو دیکھئے کہ آپ کے دفن کے بعد بالکل اچانک نیچے سے ایک اینٹ ٹوٹ گئی اور قبر میں ایک سوراخ ہو گیا تو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی قبر سے ایک مدت تک تلاوت قرآن مجید کی آواز آتی رہی اور ہزاروں انسان سنتے تھے۔

ابوبکر مزنی و ابن حبان نے کہا کہ بصرہ میں ثابت بن اسلم بنانی سے بڑا کوئی عابد نہیں تھا۔ رات بھر نوافل پڑھنے کے علاوہ بلا ناغہ روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے تھے اور ہمیشہ روزانہ روزہ دار بھی رہتے تھے۔ چھیاسی برس کی عمر شریف ہوئی ۱۲۳ھ میں وصال ہو گیا۔ (کمال و تہذیب التہذیب وغیرہ)

۱۷۔ حضرت حارث بن حضری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت حارث بن یزید حضری رحمۃ اللہ علیہ مصر کے رہنے والے تھے اور نہایت بلند درجے کے محدث تھے۔ یہ درس حدیث کے بعد اپنا پورا وقت نفلی عبادتوں میں گزارتے تھے۔ لیث بن سعد محدث مصر کا بیان ہے کہ یہ روزانہ چھ سو رکعات نماز نفل پڑھا کرتے تھے ۱۳۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

۱۸۔ حضرت حاکم شہید رحمۃ اللہ علیہ: حضرت حاکم شہید رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم اور نہایت ہی بلند پایہ محدث تھے جس زمانے میں آپ بخارا کے قاضی ہوئے تو بادشاہ نے آپ کو وزیر بنا کر پوری سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا تھا۔ اس حالت میں بھی آپ نے علم دین کا مشغلہ ترک نہیں کیا اور مختصر مشقی و کافی وغیرہ فقہ حنفی کی کتابیں اپنی وزارت ہی کے دور میں تصنیف فرمائی ہیں اور درس حدیث و فقہ کا سلسلہ بھی قائم رکھا۔

منقول ہے کہ آپ کو شہادت کی بے حد تمنا تھی اور ہر نماز کے بعد شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوگئی اور شہادت نصیب ہوگئی۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ تنخواہ میں دیر ہونے کی وجہ سے بادشاہ کے کچھ فوجیوں نے بغاوت کر دی اور وزیر ہونے کی وجہ سے ان فوجیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا جب آپ کو پتہ چلا تو آپ نے نہایت اطمینان کے ساتھ حجامت بنوائی اور غسل کر کے بہترین کفن پہنا اور پوری رات صبح تک نماز نفل پڑھتے رہے۔ شاہی فوجی اور باغیوں میں خون ریز جنگ بھی ہوئی بالآخر باغی فوج غالب ہوئی اور وہ آپ کے مکان میں گھس گئی۔ آپ بحالت نماز سجدے میں تھے کہ باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۳۴ھ میں ہوا۔ (تبصرہ الروایۃ)

۱۹۔ حضرت حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت حسین بن بغوی علیہ الرحمۃ ''شرح السنۃ'' کے مصنف، تمام عمر تصنیف اور حدیث و تفسیر و فقہ کے درس میں مشغول رہے۔ ہمیشہ باوضو درس دیتے رہے اور عمر بھر یہ عمل رہا کہ ساری رات نوافل پڑھتے اور دن بھر روزہ دار رہتے۔ زہد و قناعت کا یہ عالم تھا کہ افطار کے وقت خشک روٹی کا ایک ٹکڑا تناول فرما لیتے۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو بطور سالن کے

روغن زیتون استعمال فرمانے لگے۔۵۱۶ھ میں وفات پائی اور اپنے استاد قاضی شافعی کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔(بستان المحدثین)

۲۰۔حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ جو حافظ ابونعیم مصنف ''حلیۃ الاولیاء'' کے شاگرد خاص اور ان کے شاگردوں میں محدث ''ابن ماکولا'' بہت مشہور ہیں۔حضرت خطیب بغدادی نے ساٹھ سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔مگر ان کی تصنیفات میں سے ''تاریخ بغداد'' بیحد مشہور ہے۔جو درحقیقت آپ کا بڑا علمی شاہکار ہے ان کی عبادت کا ذوق بھی کرامت کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔سفر حج میں ہر روز تجوید و ترتیل کے ساتھ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے جس کو تمام لوگ لفظ بہ لفظ سنتے تھے۔سفر کی تھکان اور بیماری کی حالت میں بھی آپ اپنے ورد کا ناغہ نہیں فرماتے تھے۔۷ذوالحجہ۴۶۲ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔اور بغداد میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔آپ کی وفات کے بعد بغداد کے اولیاء میں سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ انا فی روح وریحان وجنۃ نعیم (یعنی راحت وآرام اور نعمتوں کی جنت میں ہوں) (بستان المحدثین)

۲۱۔حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے بہت مشہور فقیہ اور نامور عابد و زاہد ہیں۔یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت سفیان بن عیینہ وابن علیہ ووکیع وغیرہ جلیل القدر محدثین کے استاد ہیں یہ پہلے حدیث وفقہ کے بہت نامور معلم تھے لیکن بعد میں ایک دم درس وتدریس کا سلسلہ ختم کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ کوفہ میں ''فقیہ زاہد'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ان کے زہد وقناعت کا یہ عالم تھا کہ عطاء بن مسلم کا بیان ہے کہ جب بھی ہم داؤد طائی کے مکان پر گئے تو اس کے سوا ہمیں وہاں کوئی سامان نظر نہیں آیا۔ایک چٹائی بچھی ہوئی ہے اور اس پر تکیہ کے لئے ایک اینٹ رکھی ہوئی ہے اور ایک جھولی میں خشک روٹی کے چند ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں ایک لوٹا ہے جس سے وہ وضو واستنجاء بھی فرماتے ہیں اور اسے سے پانی بھی پیتے ہیں۔ان کو اپنے والد سے میراث میں بیس دینار ملے تھے اسی رقم کو انھوں نے بیس سال تک خرچ کیا اور عمر بھر نہ کسی دوست کا ہدیہ قبول کیا نہ کسی بادشاہ یا امیر سے کوئی نذرانہ لیا۔اس طرح زندگی بسر کی کہ محارب بن دثار فرمایا کرتے تھے کہ اگر داؤد طائی اگلی امتوں میں سے ہوتے تو ضرور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کا قصہ بیان فرماتا۔ابونعیم نے ان کا سنہ وفات ۱۶۰ھ بتایا اور ابن نمیر کا قول ہے کہ ۱۶۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)(تہذیب التہذیب)

۲۲۔حضرت زرارہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت زرارہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ بصری تابعی ہیں، بڑی شان کے محدث تھے۔حضرت قتادہ اور حضرت عوف جیسے نامور محدثین ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔آپ بصرہ کے قاضی بھی تھے اور قبیلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت فرماتے تھے نہایت ہی عابد وزاہد اور خوف وخشیت الٰہی میں ڈوبے ہوئے عالم باعمل تھے۔تلاوت قرآن مجید کے وقت وعید عذاب کی آیتیں پڑھ کر لرزہ براندام بلکہ کبھی کبھی خوف خداوندی سے بیہوش ہو جاتے تھے۔حضرت بہز بن حکیم محدث کا بیان ہے کہ ایک دن فجر کی نماز میں آپ نے آیت فاذانقر فی الناقور فذلک یومئذیوم عسیر ہ تلاوت فرمائی۔جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''جس دن صور پھونکا جائے گا وہ دن بہت ہی سخت ہوگا''۔یہ آیت پڑھتے ہی آپ پر حالت نماز میں اس قدر خوف خداوندی کا غلبہ ہوا لرزتے اور کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی بہز بن حکیم محدث کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی لاش مبارک کو مسجد سے گھر تک اٹھا لے جانے والوں میں شامل تھا یہ واقعہ ۹۲ھ میں ہوا۔(کمال وترمذی شریف)

۲۳۔حضرت زبید بن حارث کوفی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت زبید بن حارث کوفی رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال استاد حدیث ہیں۔شعبہ ومنصور وسفیان ثوری واعمش وغیرہ ان کے شاگردوں کی فہرست میں ہیں۔ابن حبان محدث کا بیان ہے کہ یہ بیحد عبادت گزار اور انتہائی صالح

و متقی عالم حدیث تھے۔ ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ حضرت زبید بن حارث رات بھر نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے ابو نعیم کا قول ہے کہ ۱۲۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ) (تہذیب التہذیب)

۲۴۔ حضرت زہیر بن محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت زہیر بن محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کی طلب میں ''مرو'' سے بغداد آئے تھے۔ امام بغوری فرمایا کرتے تھے کہ بغداد میں امام احمد بن حنبل کے بعد زہیر بن محمد سے بڑھ کر صاحب علم و عمل مجھے نظر نہیں آیا۔ ان جو جہاد کا بہت شوق تھا چنانچہ آخری عمر میں بغداد سے ''طرطوس'' روانہ ہوگئے اور وہاں مجاہدین کے گھوڑے سواروں کے دستہ میں شامل کر جہاد میں شریک ہوگئے اور ۲۵۸ھ میں بحالات جہاد طرطوس ہی میں وفات پائی۔ یہ رمضان شریف میں دن رات ملا کر روزانہ تین ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور ہمیشہ ہر سال صرف رمضان شریف میں نوے (۹۰) ختم قرآن مجید پڑھا کرتے اور سال کے دوسرے دنوں میں بھی زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن مجید کا شغل رکھتے تھے۔ (تہذیب التہذیب و تذکرۃ الحفاظ)

۲۵۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ: حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ جلیل الاقدر تابعی بلکہ سید التابعین ہیں۔ امام زہری و امام مکحول وغیرہ ہزاروں باکمال تابعین و تبع تابعین کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ بڑے بارعب و صاحب وقار تھے آپ کی درسگاہ میں بڑے بڑے امراء بھی بغیر اجازت کے باریاب ہونے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے آپ کی سینکڑوں کرامتیں مشہور ہیں۔

آپ نے چالیس حج کئے اور چالیس برس تک کوئی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی۔ تیس برس تک ہر اذان مسجد میں سنی اور پچاس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ۹۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی (طبقات شعرانی و کمال)

۲۶۔ حضرت سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ: حضرت سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار کرنے والے تابعی ہیں۔ یہ فقہ و حدیث کے بڑے عالموں میں سے ہیں، یہ مدینہ منورہ کے قاضی بھی تھے۔ چالیس برس تک روزانہ ہر دن روزہ دار رہے اور اسی قسم کے دوسرے مجاہدات کرتے رہتے تھے ۱۲۵ھ میں بہتر سال کی عمر پا کر وفات پائی (تہذیب التہذیب)

۲۷۔ حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ اور بصرہ کے محدثین میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ صحابہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور حضرت شعبہ و اعمش و سفیان بن عیینہ وغیرہ جلیل الشان محدثین کے استاد ہیں۔ بصرہ کے بڑے بڑے عابدوں میں ان کا شمار ہے ایسے صاحب کرامت عبادت گزار تھے کہ عمر بھر ان کا یہ معمول رہا کہ عشاء کے وضو سے فجر تک ساری رات نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ذیقعدہ ۱۴۳ھ میں ستانوے برس کی عمر پا کر وصال فرمایا۔ (تہذیب التہذیب)

۲۸۔ حضرت شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ: حضرت شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ کا وطن بصرہ ہے آپ کا لقب ''امیر المومنین فی الحدیث'' ہے آپ کے استادوں اور شاگردوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کا شمار دشوار ہے۔ آپ اعلیٰ درجے کے متقی اور اپنے دور کے بے مثال عبادت گزار تھے عام طور پر لوگ ان کو ''صائم الدہر و قائم اللیل'' کہا کرتے تھے یعنی دن کے روزہ دار اور رات کے تہجد گزار۔

مسلم بن ابراہیم کہتے ہیں کہ دن یا رات جب بھی میں ''شعبہ'' کے مکان پر گیا تو انہیں نماز ہی میں مشغول پایا۔ کثرت عبادت اور کثرت مجاہدات کی وجہ سے جسم پر ہڈی اور چمڑے کے سوا گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں تھی۔ ۱۶۰ھ میں وصال فرمایا اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔ (طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب)

امانت کا بیان

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی امانت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا...... (سورۃ الاحزاب:۷۲)

ترجمہ: اللہ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی، وہ اسے سنبھالنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔

انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اگر وہ اس امانت کا حق ادا نہ کر سکے تو عذاب کے مستحق ہوں گے اس آیتِ کریمہ میں امانت سے مراد ایسی عبادات اور فرائض ہیں جن کی ادائیگی اور عدم ادائیگی سے ثواب وعذاب وابستہ اور متعلق ہے۔

امانت کے بارے میں، امام قرطبی کا قول ہے امانت سے مراد دین کی تمام شرائط وعبادات ہیں، یہ جمہور کا قول ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ ابن مسعود کا قول ہے، کہ اس سے مراد مال کی امانت ہے جیسے امانت رکھا ہوا مال وغیرہ۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ فرائض میں سب سے اہم مال کی امانت ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غسل جنابت امانت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سب پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرم گاہ کو پیدا کیا اور فرمایا 'یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں، اس کا ناجائز استعمال نہ کرنا اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا لہٰذا شرم گاہ امانت ہے، کان امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ اور پیر امانت ہیں اور جس نے امانت میں خیانت کی اس کا ایمان نہیں۔

حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو تمام مظاہر کائنات اور جو کچھ ان میں ہے، سخت بے چین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم اچھے کام کرو گے تو تم کو اجر ملے گا اور اگر بُرے کام کرو گے تو میں تمہیں عذاب دوں گا تو اُنہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ زمین وآسمان اور پہاڑوں کو امانت لینے یا نہ لینے کا اختیار دیا گیا تھا، نہ کہ انہیں مجبور کیا گیا اگر ان کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہوتا تو لامحالہ انہیں یہ بارِ امانت اُٹھانا پڑتا۔

قفال وغیرہ کا قول ہے کہ اس آیت میں ''عرض'' (پیش کرنا) سے ایک مثال دی گئی ہے کہ زمین وآسمان اور پہاڑوں پر ان کی بے پناہ قوت وجسامت کے باوجود شریعتِ مطہرہ کے احکامات کی ذمہ داری ڈالی جاتی تو عذاب وثواب کی وجہ سے ان پر گراں گزرتی کیونکہ یہ تکلیف ہی ایسی بڑی تھی کہ زمین وآسمان اور پہاڑوں کا عاجز آ جانا عین ممکن ہے مگر اسے انسان نے قبول کر لیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ترجمہ: اُسے انسان نے اُٹھالیا۔ (الاحزاب۷۲)

حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت یہ امانت پیش کی گئی جبکہ میثاق کے وقت ان کی اولاد کو ان کی پشت سے نکالا گیا تو آدم علیہ السلام نے یہ بارِ امانت قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلاً ترجمہ: بے شک انسان اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا نادان ہے۔ (الاحزاب:۷۲)

انسان نے اس بارِامانت کو اُٹھا کر اپنے آپ پر ظلم کیا اور وہ اس بارگراں کا اندازہ نہ کر سکا۔حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ امانت حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور فرمانِ الٰہی نازل ہوا، اسے مکمل طور پر لے لو اگر تم نے اطاعت کی تو میں تمہیں بخش دوں گا اگر نافرمانی کی تو عذاب دوں گا۔حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی 'یا الٰہ العالمین! میں نے اسے مکمل طور پر قبول کیا اور اسی دن عصر سے رات تک کا وقت ہی گزرا تھا کہ انہوں نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا۔حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور صراطِ مستقیم پر کاربند ہو گئے۔

امانت کے معنی: امانت ایمان سے مشتق ہے جو شخص امانتِ خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے۔

دیانت داری ایمان سے ہے: فرمانِ نبوی ہے:

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھدَ لَہٗ

اس کا ایمان نہیں جس میں ایمانداری نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں وعدہ وفائی نہیں۔

خیانت کے بارے میں نصیحت آموز اشعار: ایک شاعر کہتا ہے

تبا لمن رضی الخیانة مهیعا　　　واز ور عن صون الامانة جانبه

خدا اس کو ہلاک کرے جو خیانت کا راستہ اختیار کرے اور امانت کی حفاظت سے کنارہ کشی کرے۔

رفض الدیانة والمرؤة فاغتدی　　　تتری علیه من الزمان مصائبه

اس نے دیانت و مروت کو خیرباد کہہ دیا تو اس پر زمانہ کے پے در پے مصائب آنے لگے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اخلق بمن رضی الخیانة شیمة　　　ان لا یریٰ الا صریع حوادث

جو خیانت کو اپنی عادت بنالے، وہ اس لائق ہے کہ حوادثِ زمانہ کا شکار ہو جائے۔

مازالت الا رزاء ینزل بوسها　　　ابدا بغدر ذمة او ناکث

جو شخص عہد شکنی کرتا ہے اس پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ مَالَمْ تَرَالْاَمَانَۃَ مغْنمًا وَالصَّدقَۃ مغرماً

''میری امت اُس وقت تک بھلائی پر قائم رہے گی جب تک وہ امانت کو مالِ غنیمت اور صدقہ کو تاوان نہ سمجھے''۔

آپ کا فرمان ہے: اَدالْاَمَانَۃَ اِلٰی مَنِ ائْتمنکَ وَلَا تخن مَنْ خَانَکَ

جس نے تجھے امین بنایا اس کو امانت واپس کر دے اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔

خیانت کے نقصانات: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یطبع الْمُؤْمِن عَلیٰ کُلِّ خلقٍ لَیْسَ الْخَیَانَۃ وَالْکذب

''مومن میں ہر عادت ہو سکتی ہے مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہو سکتا''۔

منافق کی تین نشانیاں: بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کہ

اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاث اِذَا حدث کَذبَ وَاِذَا وَعَدَ اخْلَفَ وَاِذَا ائتمنَ خَانَ

منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب وہ بات کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، (۲) وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے، (۳) امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اسے کسی کا بات کا راز بتاتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بتلا دیتا ہے یا امانت لوٹانے سے انکار کر دیتا ہے یا امانت کا تحفظ نہیں کر پاتا اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے وغیرہ۔

امانت کی حفاظت: امانت کی حفاظت کرنا مقرب فرشتوں، انبیائے کرام اور نیک بندوں کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰہ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّ وا الْاَمٰنٰتِ اِلٰیٓ اَھْلِھَا ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹاؤ۔

مفسرینِ کرام کہتے ہیں اس آیتِ کریمہ میں بہت سے احکامِ شرعی موجود ہیں اور اس کا خطاب بالعموم تمام والیوں (حاکموں) وغیرہ سے ہے اس لئے والیوں کے لئے ضروری ہے کہ مظلوم کے ساتھ انصاف کریں۔ اظہارِ حق سے نہ روکیں کیونکہ یہ ان کے پاس امانت ہے، تمام مسلمانوں اور خصوصی طور پر یتیموں کے مال کی حفاظت کریں۔ علماء کے لئے لازم ہے کہ وہ لوگوں کو دینی احکامات کی تعلیم دیں کیونکہ علماء نے اس بارِ امانت کو اٹھانے کا وعدہ کیا ہے۔ باپ کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اسے اچھی تعلیم دے کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے۔ فرمانِ نبوی ہے:

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْؤلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ ترجمہ: اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہے۔

لہٰذا تم سے تمہاری رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ زہر الریاض میں ہے 'قیامت کے دن ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، اللہ عزوجل فرمائے گا تو نے فلاں شخص کی امانت واپس کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا نہیں! اللہ تعالیٰ حکم دے گا اور فرشتہ اُس کے ہاتھ سے پکڑ کر اسے جہنم کی طرف لے جائے گا وہ جہنم کی گہرائی میں اُس امانت کو پائے گا، وہ اس امانت کی طرف گرے گا اور ستر سال بعد وہاں پہنچے گا پھر وہ امانت اٹھا کر اوپر آئے گا جب وہ جہنم کے کنارے پر پہنچے گا تو اس کا پاؤں پھسل جائے گا اور وہ پھر جہنم کی گہرائی میں گر جائے گا اسی طرح وہ بار بار گرتا اور چڑھتا رہے گا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اُسے ربِ ذوالجلال کی رحمت حاصل ہو جائے گی اور اس امانت کا مالک اس سے راضی ہو جائے گا'۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض دار کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائی: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا تا کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا 'اس پر کوئی قرض ہے'؟ عرض کیا گیا 'ہاں یارسول اللہ' آپ نے پھر پوچھا 'اس نے کچھ چھوڑا ہے'؟ عرض کی گئی 'تین دینار' تب آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ایک اور جنازہ لایا گیا، آپ نے پوچھا 'اس پر قرض ہے'؟ عرض کیا 'یارسول اللہ! نہیں' آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی پھر تیسرا جنازہ لایا گیا، آپ نے پوچھا 'کیا اس پر قرض ہے'؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا 'جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!' فرمایا 'اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا 'نہیں!' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا 'تم اس کی نماز پڑھ لو لیکن آپ نے نہیں پڑھی۔

قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک نوجوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اگر میں راہِ خدا میں شاکر و صابر، ایمان اور ثواب لے کر آگے بڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کر دے گا؟ آپ نے فرمایا 'ہاں!' جب وہ نوجوان خدمت سے رخصت ہو گیا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا 'اللہ تعالیٰ قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

تفہیم المسائل

علامہ سعید آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موزوں پر مسح کا بیان

الحدیث: امام احمد، ابوداؤد نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ بھول گئے؟ فرمایا: بلکہ تو بھولا۔ میرے رب عزّ وجل نے اسی کا حکم دیا۔

الحدیث: دارقطنی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن، تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی جبکہ طہارت کے ساتھ پہنے ہوں۔

الحدیث: ترمذی ونسائی صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے کہ تین دن رات ہم موزے نہ اتاریں مگر بوجہ جنابت کے۔ لیکن بول و براز اور سونے کے بعد نہیں۔

الحدیث: ابوداؤد، ترمذی راوی ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ موزوں کی پشت پر مسح فرماتے۔

الحدیث: ابوداؤد نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دین اپنی رائے سے ہوتا تو موزے کا تلا بہ نسبت اوپر کے مسح میں بہتر ہوتا۔

مسئلہ: جو شخص پاکی کی حالت میں وضو کر کے موزہ پہن لے، پھر مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن تین راتیں وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کر سکتا ہے، لیکن بہتر پاؤں دھونا ہے۔ مسح کے جواز میں حدیثیں قریب قریب تواتر کے ہیں۔ چنانچہ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو جائز نہ جانے، اس کے کافر ہو جانے کا ڈر ہے۔ امامِ اعظم علیہ الرحمہ نے موزے پر مسح کرنا اہلِ سنّت کی علامت ارشاد فرمائی۔

مسح کے فرائض: دو ہیں: (۱)۔ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہونا (۲)۔ موزے کی پشت پر ہونا

شرائط مسح: (۱)۔ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اگر دو ایک انگل کم ہوں تب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔ (۲)۔ پاؤں سے چپٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی سے چل پھر سکیں۔ (۳)۔ چمڑے کا ہو یا کم از کم تلا چمڑے کا ہو، باقی کسی موٹی چیز کا۔ (۴)۔ وضو کر کے پہنا ہو۔ (۵)۔ نہ ناپاکی کی حالت میں پہنا، نہ بعد پہننے کے ناپاک ہوا۔ (۶)۔ مدت کے اندر ہو۔ مقیم کے لیے مدت ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔ (۷)۔ کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو، کہ اس قدر بدن نظر آتا ہو۔ اس قدر بدن نظر نہیں آتا تو مسح جائز ہے۔

مسح کا طریقہ: دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے۔ اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک کھینچی جائے۔

متفرق مسائل: (1)۔ ہمارے ملک میں جو عموماً سوتی یا اونی جرابیں پہنی جاتی ہیں، ان پر مسح جائز نہیں۔ اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ (تفصیل آگے) (2)۔ موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا، اس وقت سے مدت کا شمار ہے۔ مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا، اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا، تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے، جبکہ مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔ (3)۔ ٹخنے سے اوپر کتنا ہی موزہ پھٹا ہو ، اس کا اعتبار نہیں۔ (4)۔ مسح کرتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا سنت ہے۔ (5)۔ مسح میں نہ نیت ضروری ہے اور نہ تین بار کرنا سنت، ایک بار کر لینا کافی ہے۔ (6)۔ فوجی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے، اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں اور نجاست نہ لگی ہو۔ لیکن یاد رہے کہ ہم عام لوگوں کے جوتے ٹخنوں سے نیچے تک ہوتے لہٰذا ان پر مسح بھی جائز نہیں۔ (7)۔ عمامہ، برقع، نقاب، دستانوں پر مسح جائز نہیں۔

مسح کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟: (۱)۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے، ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ (۲)۔ مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے۔ لیکن اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے۔ اگرچہ پورا وضو کرنا بہتر۔ مسح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارے تو سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا نیچے اوپر دائیں بائیں ایڑیوں پر مسح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔ (۳)۔ ایک موزہ اتارنے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا، بلکہ آدھے سے زیادہ موزے سے باہر ہونے سے بھی۔

جرابوں پر مسح: احادیث کے مطابق 'خفین'، 'مجلد' اور 'منعل' پر مسح کرنا جائز ہے۔ 'خفین' ایسے موزے کو کہتے ہیں جو پورے چمڑے کے ہوں۔ 'مجلد' وہ موزے جن کے اوپر اور نیچے چمڑا ہو۔ اور 'منعل' جس کا تلا چمڑے کا ہو۔ اسی طرح ایسی جرابوں (جوربین) پر بھی مسح جائز ہے جن میں یہ تین شرطیں پائی جائیں:

(۱)۔ ایسے موٹے ہوں کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔ (۲)۔ اتنے مضبوط ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل پیدل چلنا ممکن ہو۔
(۳)۔ وہ کسی چیز سے باندھے بغیر اپنی موٹائی اور سختی کی وجہ سے پنڈلی پر خود قائم رہ سکیں۔

مروّجہ جرابیں (جوربین) جو اونی یا سوتی یا نائلون کی بنی ہوتی ہیں، ان اوصاف سے خالی ہونے کے سبب ان پر مسح نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک ایسا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

یاد رہے! قرآن کریم میں دورانِ وضو پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ لیکن موزوں پر مسح کرنا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متواتر احادیث کی وجہ سے ہے، جس کا انکار ممکن نہیں۔ اسی پر اجماعِ امت ہے۔ چمڑے کے یہ موزے جنہیں 'خفین' کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں تواتر موجود ہے، لہٰذا اس پر تو بلا شک وشبہ مسح جائز ہے۔ اور جو مذکورہ بالا صفات والی موٹی جرابیں (ثخین) ہیں، وہ اپنی صفات اور خصوصیات میں چمڑے کے ہم پایہ ہوگئی ہیں، چنانچہ فقہاء نے ان پر بھی مسح کی اجازت دی۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے:

"عَنْ قَتَادَة ، عَنْ سَعِيْد ابْن الْمُسَيّبِ، وَالْحَسَن انَّهُمَا قَالَا : يمْسح عَلَى الْجوربين اِذَا كَانَا صفِيْقَيْن"...... خلاصہ یہ کہ سعید بن مسیّب اور امام حسن بصری علیہما الرحمہ دونوں جلیل القدر تابعی، صحابہ کا طرزِ عمل دیکھ کر فرماتے ہیں کہ "جرابوں پر مسح جائز ہے بشرط یہ کہ وہ موٹی ہوں۔" (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۷۱ برقم ۱۹۷۶) علامہ کمال ابن الہمام نے فتح القدیر (۱/۱۵۷) میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جوتوں پر مسح: ترمذی کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ صحیح ابن خزیمہ، کتاب الوضو میں بھی یہ حدیث موجود ہے جس میں وضاحت ہے کہ جوتوں پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسح اس وقت فرمایا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلے سے باوضو تھے اور نئی نماز کے لیے تازہ وضو فرمایا تھا۔ اسی پر علماءِ حق کا فتویٰ ہے۔

اقبال اور فلسفۂ زندگی

جناب ندیم اپل صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقبال کی شاعری کا تجزیہ ایک نقاد نے ان الفاظ میں کیا ہے'' کہتے ہیں کہ ہر شاعر عشق و مستی کی وارفتگی کے نتیجے میں شعر مرتب کرتا ہے' اگر یہ درست ہے تو اقبال کو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولت وافر عطا ہوئی۔ انہوں نے اپنے اشعار میں عشق و محبت کا اظہار بھرپور انداز میں فرمایا ہے۔ اپنے عشق کے اظہار کے ذریعے تو ہر شخص اپنی آرزو کا اظہار کر سکتا ہے، البتہ مطلوب و محبوب شخصیت سے عقیدت کے اظہار میں اقبال انفرادیت رکھتے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے اپنی شاعری میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہر ممکن طریقہ سے کیا ہے اور انہیں ہر بار اپنے جذبۂ عشق کے اظہار میں کامیابی ہوئی ہے مثلاً ایک مقام پر جب انہوں نے محسوس کیا کہ عالم اسلام دوسرے افکار سے متاثر ہو رہا ہے تو حضور سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

وہ لذت آشوب نہیں' بحر عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کرائے روح محمد (ﷺ)
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

امر واقعہ یہ ہے کہ فلسفی شاعر کا فکری عمل صرف اور صرف اپنی قوم کی آزادی اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے جاری رہا۔ انہوں نے اپنی شاعری سے مسلمان قوم میں جدوجہد کی ایک نئی روح پھونک دی۔ شاعر مشرق کے کلام میں جہاں قومی اور اصلاحی عناصر نمایاں ہیں وہاں فلسفیانہ اور نفسیاتی کیفیت بھی موجود ہے۔ ان کی غزلیات میں بھی اسلامی، اخلاقی، تہذیبی، نفسیاتی، سماجی اور معاشرتی موضوعات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ انہوں نے اردو غزل کو حسن و عشق کی گرفت سے نکال کر وسعت بخشی۔ علاوہ ازیں شاعر مشرق کی سوچ میں فلسفہ خودی' فلسفہ عشق، فلسفہ زمان و مکاں' فلسفہ مرد کامل اور فلسفہ بے خودی بھی موجود ہے۔ کلام اقبال میں جگہ جگہ مغربی تہذیب کی مذمت کی گئی۔ فلسفی شاعر نے اپنے کلام میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ انسان کے اندر وجدانی چشمے موجود ہیں اور انسانی عقل پر اعتماد ضروری ہے۔ ان کے کلام میں مذہب اسلام کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ذکر و فکر اور علم و عمل کی معراج ہے اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ رکھنے سے ہی مسلمان محفوظ رہ سکیں گے۔ ان کی شاعری میں اس جانب واضح طور پر اشارہ کیا گیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسے عالمگیر نظام و معاشرت کے قیام کا حامی ہے جس میں بنی نوع انسان کو محض رنگ و نسل کے

اعتبار سے مختلف فرقوں اور گروہوں میں نہیں بانٹا جاسکتا۔ مغربی ویسٹ کا تصور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے مسلمان اسلام کی زنجیر میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں جب کہ ویسٹ ایک سیاسی تصور کی معیشت ہے جسے اسلام قبول نہیں کرتا۔ انسان کے بارے میں شاعر مشرق کا نظریہ یہ تھا کہ اس میں ایک خاص قسم کی قوت عمل موجود ہے جو ہر قسم کی مشکلات پر قابو پاسکتی ہے۔ مثلاً ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

قہاری وغفاری وقدوس وجبروت

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اگر قومی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہاں بھی اقبال ہمیں سب سے بلند مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے قیام کے لئے مسلمانوں کی جو فکری اور نظریاتی رہنمائی کی اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ خود بابائے قوم حضرت قائداعظم نے بھی اقبال کی قومی خدمات کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ 12 دسمبر 1894ء کو دہلی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔ ''میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قومی شاعر کی تعلیمات پر پورا اترنے اور پاکستان قائم ہونے کے بعد انہیں عملی شکل دینے کی ہمت عطا فرمائے''۔ اسی طرح علامہ اقبال بھی بابائے قوم کے بارے میں کچھ ایسے جذبات رکھتے تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا ''میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں کہ مسٹر جناح ہی مسلمانوں کے اصلی لیڈر ہیں اور میں ان کا ایک معمولی سپاہی''۔

اقبال ایک شاعر بھی تھے اور مفکر بھی، تاریخ عالم میں ہم صرف چند ہی ایسی عظیم ہستیوں سے روشناس ہوتے ہیں جن میں یہ دونوں خصوصیات موجود ہوں۔ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں اقبال نے مسلمان عالم کی رہنمائی نہ کی ہو۔ انہوں نے ہر دور میں ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ مثال کے طور پر تعلیم ایک شعبہ ہے جو ہماری زندگی کے دونوں پہلوؤں سے متعلق ہے۔ اقبال نے تعلیم کے بارے میں بھی اپنا نظریہ پیش کیا، انہوں نے اپنے نظریہ تعلیم میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا وہ مقصد تعلیم ہے۔ اقبال کے نزدیک تعلیم کا اصل مقصد خودی کی تربیت اور نشوونما ہے۔ انہیں اپنے زمانے میں نظام تعلیم سے سب سے بڑی شکایت یہی رہی کہ یہ نظام تعلیم انسان کی خودی کو بلند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی انفرادیت کو آگے بڑھاتا ہے۔ اپنی اسی سوچ کو انہوں نے کچھ اس طرح اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے۔

زندگی کچھ اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے

زندگی سوز جگر ہے علم ہے سوز دماغ

علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے نفرت بھی ہے

ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

اقبال عمل پیہم، کوشش مسلسل، مستی شوق، سوز درد، کیف نظر، جذب عشق کو عین حقیقت کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک خودی کی تربیت

صرف اسی طرح ممکن ہے کہ اگر تعلیم اس مقصد عظیم کو پورا کرتی ہے تو قابل قبول ہے وگرنہ وہ اپنے مقصد کے حصول سے عاری ہے جو تعلیم انسان کو عقلیات میں الجھادے اور اسے صحیح راہ نہ دکھائے اقبال اسے مسنون وافسانہ کہتے ہیں۔

یہ فرزندان بیاسوزایں تب وتاب

کتاب ومکتب افسوں فسانہ

اقبال تعلیم کو مذہب اور اخلاق سے بیگانہ رکھنا نہیں چاہتے۔ان کے لحاظ سے تعلیم کی بنیاد مذہب اور صرف مذہب ہے اگر تعلیم کی بنیاد مذہب نہیں ہوگی تو اس کا نتیجہ الحاد ہوگا۔دین اور مذہب سے بے نیاز ہوگا۔اعلیٰ انسانی اقوام کی بیخ کنی ہوگا،گزشتہ روایات سے روگردانی ہوگا اور یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن سے اقبال بجا طور پر ہر قوم کے نوجوانوں کو بچانا چاہتے ہیں۔

خوش تو ہیں اپنے جوانوں کی ترقی سے مگر

لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم

کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما

لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

اقبال کے نزدیک تعلیم صرف محسوسات تک محدود نہیں۔اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس کی ابتدا محسوسات ہے لیکن اسے صرف محسوسات تک محدود کر دینا علم کو بے روح کر دینا ہے،اس میں سے اس کے اصل جوہر کو نکال لینا ہے۔محسوسات اور عقلیات سے آگے بھی تعلیم کا ایک مقصد ہے اور وہی مقصد عظیم ہے۔بقول اقبال کے مذہب ایک جنون خام سہی لیکن زندگی کے لئے یہ جنون خام ایک لازمی اور ضروری صفت ہے کہ اس کے بغیر زندگی کو صحیح طریقے سے گزارنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔تعلیم صرف انفرادی نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی چیز ہے اور اس کا مقصد انسان کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے۔

مختصر یہ کہ اقبال نے زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ٹھوس نظریات پیش کئے ہیں جو عصری ضرورت کے عین مطابق ہیں اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آئندہ نسلیں حقیقی معنوں میں انسان بنیں اور ہماری قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم اقبال کے نظریات کو مکمل طور پر اپنائیں اور ان پر صحیح طریقے سے عمل پیرا ہوں کیونکہ اسی میں ہماری ترقی مضمر ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

محبتوں اور شجاعتوں کا قافلہ رواں دواں

تقریبات بسلسلہ جشنِ میلاد النبی ﷺ و ختمِ نبوّت کانفرنس

(ادارہ)

مشعل بردار جلوس (سپر مارکیٹ اسلام آباد): تمام معاشی مسائل کا واحد حل اور امن و آشتی کی ضامن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی پیروی ہے۔ پوری دنیا بالخصوص پاکستان جہاں بدترین معاشی صورتحال سے دوچار ہے وہیں آئے روز دہشت گردی سے نبرد آزماء ہے۔ ہم پاکستان کو دین حنیف اسلام کے وضع کردہ اصولوں سے ہم آہنگ کر کے ہی اپنی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار علامہ حیدر علوی مرکزی نائب امیر شیران اسلام پاکستان نے شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ مشعل بردار جلوس کے اختتام پر نیشنل پریس کلب کے سامنے کیا۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے محمد آفتاب احمد مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہا کہ ربیع الاول کا مہینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کا مہینہ ہے۔ جہاں مسلمانانِ عالم کے لیے باعث مسرت ہے وہیں بالخصوص اہل پاکستان کے لیے فرحت وشادمانی کا باعث ہے۔ اس پرمسرت موقع پر اہل اسلام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے مزید اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان دنیا کے سامنے اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرے اور مغربی تہذیب کے اثرات اور اس کے نقصانات کے خلاف قابل عمل حل پیش کرے۔ سکولوں کے نصاب اور سوشل میڈیا پر نازیبا مواد کی بھی مانیٹرنگ کرے تا کہ نوجوان نسل کو غیر اسلامی اور بیہودہ بیانیہ سے بچایا جاسکے۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر محمد حبیب احمد نظیری، امیر آزاد کشمیر نے کہا کہ ہمارے پارلیمنٹیرینز کو پارلیمنٹ اور کابینہ میں اسلام گریز قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کی ضرورت ہے اور پوری قوت سے ٹرانس جینڈر بل کے خلاف کھڑے ہوں تا کہ مادر پدر آزاد معاشرے کی راہیں مسدود کی جاسکیں۔ 'شیران اسلام پاکستان' اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لیے حکومت کی ہر ممکن مدد کے لیے تیار ہیں۔

شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ مشعل بردار جلوس میں علامہ غازی محمد خان قادری سروری، ڈاکٹر ابوبکر، پروفیسر حافظ محمد بلال، خواجہ اکرم رسول وانی سمیت علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مشعل بردار جلوس میں جملہ شعبہ جات کے نمائندگان، تنظیمی کارکنان و عہدیداران اور شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی مشعل بردار جلوس نیشنل پریس کلب اسلام آباد تا جامعہ قمر الاسلام سپر مارکیٹ منعقد کیا گیا۔

سالانہ مشعل بردار جلوس: (اسلام آباد: جامعہ اسلامیہ نظیریہ تا جامع مسجد الرضا)

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد نے نوعِ انسانی کی تقدیر بدل دی ہے۔ جدید وقدیم کے سنگم پر اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات تشریف نہ لاتی تو آج کی چکا چوند ترقی خواب وخیال ہی ہوتی۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی ناظم اعلی "شیران اسلام پاکستان" محمد آفتاب احمد نے مشعل بردار جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر محمد حبیب احمد نظیری امیر ''شیران اسلام پاکستان'' آزاد کشمیر نے کہا کہ لمحہ موجود میں جہاں عالم کفر باہم متحد، یکسو اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے صف آراء ہے وہیں بدقسمتی سے عالم اسلام باہم منتشر اور اپنے مقصد سے بے پرواہ

غلامانہ زندگی پر قانع ہے۔ایسی گھمبیر صورتحال میں حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلا د نوع انسانی کے ہر طبقہ فکر کے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام ہے۔

مشعل بردار جلوس سے ڈاکٹر عبدالرزاق سکندری، خطیب جامع مسجد المصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے بڑے والہانہ انداز میں میلاد شریف کے حوالے سے اپنی مسرّت کا اظہار کیا نیز فکری وتحریکی کام پر زور دیا۔انجمن طلبہ اسلام کے سابق صدر فہیم اختر حقانی نے کہا کہ حکومت پاکستان دنیا کے سامنے اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرے اور مغربی تہذیب کے اثرات اور اس کے نقصانات کے خلاف قابل عمل حل پیش کرے۔سکولوں کے نصاب اور سوشل میڈیا پر نازیبا مواد کی بھی مانیٹرنگ کرے تاکہ نوجوان نسل کو غیر اسلامی اور بیہودہ بیانیہ سے بچایا جا سکے۔

مشعل بردار جلوس میں معروف سماجی شخصیت اور صدر کمیٹی جامع مسجد المرتضیٰ محمد اقبال خان، حافظ زیارف، حافظ کاشف، اعظم چوہدری سمیت علماء کرام اور نعت خوانان کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔مشعل بردار جلوس میں ہر سال بڑھتی ہوئی تعداد میں لوگوں کی شرکت انتہائی خوش آئند ہے۔

قادیانیت پر برق:(خاتم الانبیاء کانفرنسز، تربیتی ورکشاپ، چیئر مین شعبہ ختم نبوت کا دورۂ جنوبی پنجاب)

وطن عزیز میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غیر آئینی سرگرمیاں انتہائی تشویشناک ہیں۔یہ لوگ کبھی بھی ملک کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ خاتم النبیین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کی خاطر ہم ہر طرح کی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔حُبِّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دراصل امت مسلمہ کی وہ حقیقی متاع ہے جس سے ابلیسی قوتیں خوفزدہ ہیں۔ یہودی، صیہونی اور لادینی قوتیں امت سے یہ انتہائی گراں متاع چھیننا چاہتی ہیں۔ان خیالات کا اظہار پروفیسر عرفان محمود برق، چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' نے رحیم یار خان کے دو روزہ دورے کے آغاز میں کارکنان وعہدیداران سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ حکومت قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنائے۔ یہ لوگ بین الاقوامی سطح پر پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی نت نئی سازشوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اقلیتوں کے تحفظ کی آڑ میں قادیانی انسانی سمگلنگ میں بھی ملوث ہیں۔''شیران اسلام پاکستان'' نے ختم نبوت نمبرز شائع کر کے ایک تاریخی دستاویز مرتب کی ہے جس کی ہر دور میں ضرورت رہے گی۔سابق مرکزی امیر خواجہ محمد ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے نوجوانوں میں عقابی روح بیدار کی۔

اس موقع پر قاری عبدالحق امیر ''شیران اسلام پاکستان'' جنوبی پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہودی اور صیہونی فتنہ کے تدارک کے لیے امت کو متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے خون کے آخری قطرے تک جنگ کرتے رہیں گے۔ ''شیران اسلام پاکستان'' جنوبی پنجاب میں اس فتنہ کے ارتداد اور انسداد کے لیے نوجوانوں کی تربیت کرے گی تاکہ فتنہ قادیانت کی سرکوبی کو یقینی بنایا جا سکے۔

پروفیسر عرفان محمود برق، چیئر مین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' نے رحیم یار خان کے دو روزہ دورے میں کارکنان وعہدیداران، وکلاء، پروفیسرز، تاجران سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی کے نمائندگان سے ملاقاتیں کریں گے۔

اپنے تبلیغی دورہ میں جہاں وہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کانفرنسز سے خطاب کریں گے وہیں آگاہیٔ ختم نبوت پروگرام، تاجدار ختم نبوت کانفرنس اور تربیتی ورکشاپ برائے عقیدہ ختم نبوت سے خطاب بھی فرمائیں گے۔

مجلۃ الحقیقہ کا 23 ویں یوم تاسیس: موجودہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں سرگرداں ہے جو آزر کے بتوں کو توڑ کر ایک بار پھر دین ابراہیمی کی عظمت کو بحال کر سکے۔ قادیانیت کو عالم کفر کی بھرپور حمایت حاصل ہے اور یہ سانپ پوری طرح پھن پھیلائے شرار بولہبی کا کردار ادا کر رہا ہے مگر چراغ مصطفوی ادارہ الحقیقہ کی صورت میں موجودہ دور کے ہر سراب کی حقیقت آشکار کر رہا ہے۔ مجلۃ الحقیقہ مسلسل 22 سالوں سے عالم کفر سے برسرپیکار رہا ہے اور ابدالآباد تک دین حنیف کے پرچم کی سربلندی کے لیے سربکف رہے گا۔ ان خیالات کا اظہار محمد آفتاب احمد مرکزی ناظم اعلیٰ شیران اسلام پاکستان نے ترجمان شیران اسلام پاکستان مجلۃ الحقیقہ کے 23 ویں یوم تاسیس کے موقع پر شیر شاہ غازی ہال مرکزی آفس اسلام آباد میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

اس موقع پر پروفیسر صاحبزادہ محمد حسیب احمد نظیری امیر (شیران اسلام پاکستان) آزاد کشمیر نے خطاب کرتے ہوئے بانی تحریک شیران اسلام پاکستان حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کی قومی وملی خدمات کو سراہتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا کہ جن کی مساعی جمیلہ سے مجلّہ الحقیقہ کا آغاز ہوا اور ان کے مشن پر کاربند رہ کر 23 ویں سنگ میل کی طرف رواں دواں ہے۔ انہوں نے شیران اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، مرکزی امیر اور شعبہ نشر و اشاعت کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلۃ الحقیقہ کی مسلسل اشاعت حضور مفکر اسلام کے مشن سے وابستگی کی غماز ہے۔

اس تاریخ ساز موقع پر صاحبزادہ آصف مصطفیٰ مجیدی ناظم شیران اسلام پاکستان آزاد کشمیر نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مجلۃ الحقیقہ کی تحقیقی اور معلوماتی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا اور نئے عزم سے رخت سفر باندھنے کا اعادہ کیا۔ مجلۃ الحقیقہ کے 23 ویں یوم تاسیس کی تقریب میں عہدیداران اور کارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور اس موقع پر یادگار کے طور پر کیک کاٹا گیا۔ تقریب کے آخر میں ملک وملت کی سلامتی کی دعا کی گئی اور ماہ ربیع الاوّل کو میلادِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے منانے کا عزم کیا ہے۔

متوقع اجلاس مجلس عامہ و ''عزم نو کنونشن''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ

ز مرکزی دفتر حوالہ نمبر: 145/09/22 شیرانِ اسلام پاکستان 19 نومبر 2022

محترمی ومکرمی جناب اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور ایمان وصحت کی سلامتی کے ساتھ دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہوں گے۔

گذارش ہے کہ اللہ جل مجدہ کے خصوصی فضل وکرم اور محبوب پاک حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ لطف وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے یکم اکتوبر 2000ء کے دن بانی کریم حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی برکتوں بھری قیادت وسیادت میں ''شیران اسلام پاکستان'' کی بنیاد رکھی گئی۔ ''شیران اسلام پاکستان'' عرصہ بائیس سالوں سے فروغ عشق رسول کی تحریک، نظریہ پاکستان کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے مشن، بدعقیدگی، لادینیت، جہالت اور سماجی برائیوں کے خلاف جہاد، قادیانی فتنے کی سرکوبی کی جدوجہد، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا عہد اور اولیاء کرام کے افکار ونظریات کو اپنانے اور پھیلانے کی تگ وتاز لیے میدان عمل میں سرگرم عمل ہے۔ یہ امر بھی باعث اطمینان ہے کہ رواں ماہ ترجمان ''شیران

اسلام پاکستان'' ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ اپنی اشاعت کے مسلسل 22 سال مکمل کر چکا ہے۔ مجلّہ الحقیقہ سمیت بیشمار علمی لٹریچر اور ضخیم ختم نبوت نمبر کی کئی جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ 1500 سے زائد قادیانی خاندان حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اور یہ تعداد روز افزوں ہے۔ الحمدللہ!

۲۔ لمحہ موجود میں جہاں عالم کفر باہم متحد، یکسو اور مقاصد کے حصول سے آگاہ ہے وہیں اہل اسلام منتشر، باہم دست وگریباں اور اپنے اعلیٰ ترین مقصد سے تہی دامن ہیں۔ وطن عزیز میں دین حنیف سے خائف اسلام بیزار قوتیں کبھی ''تبدیلی مذہب''، اور کبھی ''انسانی حقوق کے نام پر ٹرانسجینڈر قانون'' کا بہانہ بنا کر آئین پاکستان میں اپنی مرضی کا ایجنڈا نافذ کرنا چاہتی ہیں۔ یہ بات اب اظہر من الشمس ہے کہ صرف اسلام ہی اقوام عالم بالخصوص امہ کے جملہ اجتماعی اور انفرادی مسائل کے حل کا واحد اور آخری حل ہے۔ مزید پاکستان کا اسلامی تشخص اور اس کے دستور کی نظریاتی بنیادیں اسلام سے خائف عالمی قوتوں کا خصوصی ہدف ہیں۔

۳۔ اندریں حالات ''شیران اسلام پاکستان'' کی مرکزی قیادت نے پچھلے سال نظریاتی وفکری ہم آہنگی اور تنظیمی رہنمائی کے لیے بانی کریم حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے صحبت شعار تربیت یافتہ احباب پر مشتمل ''مجلس عامہ'' تشکیل دی تھی۔ اس سلسلہ میں بانی کریم حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے جاری مشن کے ترجمان ''مجلّہ الحقیقہ'' کے 23ویں یوم تاسیس کے تاریخ ساز لمحات میں **27 نومبر 2022ء بروز اتوار مجلس عامہ کا دوسرا سالانہ اجلاس بعنوان ''عزم نو کنونشن''** دن **10:00 بجے نقش لاثانی یونیورسٹی نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ** میں منعقد کیا جا رہا ہے جس میں آپ کو شرکت کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ آپ کی شرکت اس دور پرفتن میں دین وملت اور تنظیم ومشن سے وابستگی کی غماز ہوگی۔

۵۔ براہ کرم! دعوت نامہ موصول ہونے کی بروقت اطلاع اور مجوزہ اجلاس میں اپنی آمد کی کنفرمیشن زیر دستخطی کے رابطہ نمبر پر کریں مزید کسی بھی زحمت سے بچنے کے لیے ٹیلی فونک اطلاعات بھی دی جا رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سفر کو بخیر وعافیت فرمائے۔ آمین

راہ حق میں آپ کا ہمسفر   محمد آفتاب احمد مرکزی ناظم اعلیٰ 2129 571 333 92+

جملہ اراکین مجلس عامہ ''شیران اسلام پاکستان''

کاپی برائے اطلاع:

مرکزی سرپرست اعلیٰ ''شیران اسلام پاکستان''

مرکزی امیر / نائب امیر ''شیران اسلام پاکستان''

چیئرمین شعبہ ہائے جات / صوبائی امراء ''شیران اسلام پاکستان'' www.sip.org.pk،

f,sheraneislam

مرکزی دفتر: جامعہ اسلامیہ نظیریہ، جی سیون فور، اسلام آباد

Monthly Mujalah
AL-HAQIQA
Reg No: C.P.L.208
November 2022

حضور مفکر اسلام کی شہرہ آفاق تصانیف

